ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

نگرانِ اعلیٰ
مفتی محمود

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

۱۶ ربیع الاول ۲۴ فروری ۱۹۶۸ء

رشکِ فلک زمیں کو بنا کر رہوں گا میں

سوزِ فغاں سے آگ لگا کر رہوں گا میں ۔۔۔ اشکِ رواں سے سیل بہا کر رہوں گا میں

مطلوب اپنی زیست کا پا کر رہوں گا میں ۔۔۔ دل میں تمہارا درد بسا کر رہوں گا میں

پیاسی زمیں کو خون پلا کر رہوں گا میں ۔۔۔ سوکھے چمن میں پھول کھلا کر رہوں گا میں

ظالم کی دُکھتی رگ کو دبا کر رہوں گا میں ۔۔۔ مظلوم کے حقوق دلا کر رہوں گا میں

خلقت خدا کی ہے تو حکومت خدا کی ہو ۔۔۔ دنیا میں یہ سوال اٹھا کر رہوں گا میں

پھونکوں گا ایسی قرن کہ مُردے بھی جاگ اٹھیں ۔۔۔ کچھ بھی ہو اب یہ حشر اٹھا کر رہوں گا میں

ذرّوں کو دے کے تابشیں ماہ و نجوم کی ۔۔۔ رشکِ فلک زمین کو بنا کر رہوں گا میں

لاؤں گا آسماں سے ستاروں کو توڑ کر ۔۔۔ دھرتی کو چار چاند لگا کر رہوں گا میں

بادِ بہار بن کے وہ میرے چمن میں آئے ۔۔۔ صرصر کو یہ تمیز سکھا کر رہوں گا میں

وعدہ ہوا کہ آؤ گے شب کو تو پھر جناب ۔۔۔ پلکوں پہ اپنی شمعیں سجا کر رہوں گا میں

روٹھا ہوا تھا میں تو منایا تھا آپ نے ۔۔۔ روٹھے ہوئے ہیں آپ منا کر رہوں گا میں

سلمان ظلمتوں میں ہے انسان کھو گیا
انسانیت کی شمع جلا کر رہوں گا میں

سید سلمان گیلانی
شیخوپورہ

اداریہ



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۸

جمعۃ المبارک ۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ ۲۴ فروری ۱۹۷۸ء

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ ۴۵ ——— روپے
ششماہی ۲۳ ——— روپے
سہ ماہی ——— ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

پرنٹر پبلشر ... پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

جرائم پیشہ افراد

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے اپنے ایک اخباری بیان میں ملک میں امن عامہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے اور حکومت کو توجہ دلائی ہے کہ وہ مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے عناصر کا سختی سے محاسبہ کرے۔ انہوں نے کہا ہے کہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مارشل لاء ہونے کے باوجود عوام اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جرائم پیشہ افراد حالات کو بگاڑنے پر تلے ہوئے ہیں جن کی اکثریت پیپلز پارٹی کے کارندوں پر مشتمل ہے۔

مفتی صاحب نے اپنے بیان میں جن واقعات کی طرف حکومت کی توجہ دلائی ہے اور جن خدشات کی نشاندہی کی ہے ان سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ یہ بات اب ہر شخص کے تجربے میں آچکی ہے کہ عبوری حکومت کی "رواداری" اور درگذر کی پالیسی سے مجرمانہ ذہنیت کو فروغ مل رہا ہے اور مواخذے کے خوف سے بے نیاز ہو کر یہ ذہن کھلے بندوں لاقانونیت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ مفتی صاحب نے عوام کا اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنے کی جو بات کہی ہے وہ اب کوئی پوشیدہ حقیقت نہیں رہی۔ ہر شریف آدمی مٹھی بھر غنڈہ عناصر کے خوف سے مضطرب اور پریشان نظر آتا ہے اور فی الحال کسی بھی پریشان حال کو اپنے بڑھتے ہوئے درد کا مداوا ہوتا نظر نہیں آرہا۔

معصوم بچوں کے اغواء اور قتل کی وارداتیں اب روزمرہ ہو کر رہ گئی ہیں اور یہ کسی ایک خطہ کی ایک شہر اور کسی ایک علاقہ کی بات نہیں بلکہ کیماڑی سے لے کر خیبر تک جرائم پیشہ افراد کی یہ منظم کھیپ اپنی کارستانیوں میں لگی ہوئی ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کیا جاسکتا کہ یہ پیپلز پارٹی کے کارندوں کے کارہائے نمایاں ہیں جن کا مقصد عوام میں عدم تحفظ کا احساس اجاگر کر کے موجودہ عبوری حکومت کو ناکام بنانا اور اپنے سابقہ آقاؤں کے جرائم پر پردہ ڈالنا ہے۔

اگر ان غنڈہ عناصر کا فوری طور پر سدباب نہ کیا گیا تو حالات کے بد سے بدتر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ہم یہ بات یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر لاہور میں معصوم پپو کے قاتلوں کو سرعام تختہ دار پر کھینچوا دیا جاتا تو کراچی میں بے گناہ نرگس کے قتل کا حادثہ پیش نہ آتا اور اس قتل کے نتیجہ کے طور پر کراچی میں ہڑتالوں، مظاہروں، جلسوں، جلوسوں، توڑ پھوڑ اور آتشزنی کے واقعات رونما نہ ہوتے۔

ہم مفتی صاحب کے اس مطالبہ کی پرزور تائید کرتے ہیں کہ مجرموں کو سخت ترین سزائیں دی جائیں۔ اگر اس مرتبہ بھی مجرموں کے معاملے میں اغماض اور صرف نظر سے کام لیا گیا تو عوام یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ حکومت ان مجرموں سے خوفزدہ ہے جبکہ عوام مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے حکومت سے ہر طرح کا تعاون کرنے کیلئے تیار ہیں۔

حکومت کی نیت پر شبہ نہیں کیا جا رہا مگر اتنا ضرور ہے کہ عوام کو حکومت کی موجودہ روش سمجھ نہیں آرہی نہ جانے کون سی مصلحت کارفرما ہے کہ اب تک اس سمت میں راست اقدام نہیں کیا جا رہا جبکہ یہ بات بھی اب کھل کر سامنے آچکی ہے کہ ان جرائم پیشہ افراد کو پیپلز پارٹی کی آشیرباد حاصل ہے۔ عموماً یہ بات بھی سننے میں آتی ہے کہ انتظامیہ حکومت سے تعاون نہیں کر رہی۔ یہ ٹھیک ہے کہ انتظامیہ میں آج بھی بھٹو کے مراعات یافتہ کثرت سے موجود ہیں اور وہ بھی اسی ذہنیت کے حامل ہیں جس کا مظاہرہ بھٹو نے اپنے چھ سالہ دور اقتدار میں کیا۔

لیکن ان تمام تر حقائق و واقعات کے باوجود حکومت ایسی کمزور نہیں ہے کہ وہ انتظامیہ کے ان بزرجمہروں کے سامنے بے دست و پا ہو کر رہ جائے اور یہ طبقہ من مانیاں کر کے مجرموں کے حق میں عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو وہ دن اس ملک کی تاریخ کا آخری دن ہوگا۔

ہم براہ راست چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کی توجہ اس طرف مبذول کرتے ہوئے گذارش کریں گے کہ وہ پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ کی طرف سے اظہار کئے گئے خدشات کی طرف فوری توجہ دے کر ان کے فوری تدارک کا اہتمام کریں

؎ شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات

مس بے نظیر بھٹو کو پیپلز پارٹی کی قائم مقام چیئرمین بنانے کا فیصلہ

پیپلز پارٹی کی قائم مقام چیئرمین بیگم نصرت بھٹو نے لاہور میں صوبہ پنجاب میں پارٹی کے صدر، سیکرٹری اور مارچ کے انتخابات میں کامیاب ہونے والے امیدوار افراد کی جو کانفرنس طلب کی تھی اس میں مسٹر بھٹو کی صاحبزادی مس بے نظیر بھٹو کو قائم مقام چیئرمین بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پارٹی نے ایک قرارداد کے ذریعہ اس امر کا اظہار کیا ہے کہ اگر مسٹر بھٹو اور بیگم بھٹو کو نااہل قرار دے دیا جائے تو ان کی غیر موجودگی میں مس بے نظیر بھٹو کو پارٹی کی قائم مقام چیئرمین بنا دیا جائے گا۔

اس کانفرنس اور اس قرارداد کے بعد بھی اگر کوئی سرپھرا یہ کہے کہ پیپلز پارٹی اس ملک میں جمہوریت چاہتی ہے اور اس نے اپنے دور میں جمہوری اداروں کے فروغ کے لئے کام کیا ہے تو اس پر اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔ یہ بات اب روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ پیپلز پارٹی کا ہر اجلاس اور ہر کارروائی بھٹو خاندان کو گری سے گری صورت میں بھی بالاتر رکھنے کی ناکام کوشش ہوتا ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔

بھٹو جیل یاترا کو گئے تو ان کی بیگم پارٹی کے قائم مقام چیئرمین کے منصب پر براجمان ہو گئیں۔ جب بھٹو کی آمرانہ ذہنیت کی اس طرح بھی تسکین نہ ہوئی تو پارٹی کا ایک اور اجلاس طلب کیا گیا اور اس میں بھٹو کو تاحیات پارٹی چیئرمین بنائے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس طرح بھی بھٹو جی مطمئن نہ ہوئے تو یوم جمہوریت ۵ جنوری کو منانے کا اعلان ذی شان ہوا اور یہ بھٹو کا جنم دن تھا جسے یوم جمہوریت کے لئے منتخب کیا گیا گویا کہ بھٹو سے بڑا جمہوریت کا پاسبان اور علمبردار ہی کوئی نہیں۔

اب بھٹو اور بیگم بھٹو کو اپنے اعمال بد کی سزا کے طور پر نااہلی کا تمغہ ملنے والا ہے تو بھٹو کی جگر گوشہ بے نظیر بھٹو کو پارٹی کی قائم مقام چیئرمین بنانے کی قرارداد سامنے آئی۔ اب بھی کوئی پیپلز پارٹی کے بھٹو لمیٹڈ کمپنی ہونے میں شک کرے تو اسکی سوچ

؎ کئے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا
سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

آٹے کی روز افزوں قلت

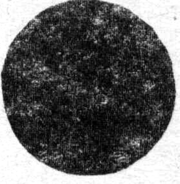
اس وقت اشیائے صرف کی قیمتوں کا جو حال ہے وہ محتاج بیان نہیں بصورتحال یہ ہے کہ جو چیز جتنی بنیادی اہمیت کی حامل ہے وہ اتنی ہی نایاب و کمیاب ہے۔

ایک عام آدمی کی قوت خرید جواب دے چکی ہے۔ عوام کی اکثریت زندگی کو وبال جان سمجھ رہی ہے۔ آٹے ایسی بنیادی ضرورت کی چیز کی قلت و گرانی کا یہ عالم ہے کہ عوام پیچھے پیچھے ہیں اور آٹا آگے آگے۔ پاکستان قومی اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصراللہ خان نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ صوبہ سرحد میں آٹا اسی روپے اور بلوچستان میں ڈیڑھ صد روپے فروخت ہو رہا ہے۔ خدا کی پناہ۔

اگر یہی حالت رہی اور اس کے انسداد کی طرف فوری توجہ نہ دی گئی تو حالات قابو سے باہر ہو جائیں گے اور کچھ بعید نہیں کہ قحط جیسی صورت حال پیدا ہو جائے۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ مارشل لاء کی موجودگی میں قیمتوں میں اضافہ کا یہ عالم ہوا اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اشیائے صرف نایاب ہو کر رہ جائیں۔ بگڑے ہوئے حالات کو روبہ اصلاح لانے کے لئے مارشل لاء کو آخری چارہ کار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر مارشل لاء بھی کسی وجہ سے حالات کی اصلاح کرنے میں ناکام ہو جاتا ہے تو حالات کی ابتری کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔

سیاسی لیڈر حکومت کی توجہ مسلسل اسی طرف مبذول کرا رہے ہیں کہ عوام کی بنیادی ضرورت کی اشیاء اگر سستے داموں فراہم نہیں کی جا سکتی تو کم از کم مناسب قیمتوں پر تو مہیا ہوں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اگر قیمتیں کم نہیں کی جا سکتی تو ان میں اضافہ بھی نہ ہو۔ یہ ٹھیک ہے کہ موجودہ بگاڑ تمام تر ذمہ داری سابقہ حکومت کی غلط پالیسیوں اور غلط بخشیوں کا نتیجہ ہے مگر یہ بگاڑ آخر بگاڑ کب تک رہے گا اور عوام یہ بات کب تک سنتے رہیں گے۔ اب ضرورت ہے کہ اس بگاڑ کو دور کیا جائے اور حالات کا اونٹ صحیح کروٹ پر بیٹھے۔

محمد طیب کشمیری



سلہری صاحب! ہوش میں آئیے

محترم قارئین ۲۲ جنوری کے روزنامہ جنگ کراچی میں مسٹر زیڈ اے سلہری کا ایک مضمون بعنوان :-

"نظام اسلام کے تقاضے"

نظر سے گذرا جس کے چند اہم اقتباسات ہدیہ ناظرین ہیں۔ سلہری صاحب لکھتے ہیں :

"گاندھی نے مسلمانوں کی انگریز دشمنی کے جذبات کا فایدہ اٹھا کر انہیں متحدہ قومیت کے راستے پر ڈال دیا"

پھر لکھتے ہیں :

"سر سید کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ مسلمان ہندوؤں سے جدا اور منفرد قومی تشخص رکھتے ہیں اس لیے انہیں مخلوط سیاست سازگار نہیں"

قوم اور قومیت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ - آیا مذہب متحدہ قومیت کا حامی ہے یا دو قومی نظریے کا ترجمان اس کی مکمل بحث مع دلائل تو ہم کسی دوسری مجلس میں کریں گے۔ آج کی مجلس میں مسئلہ قومیت پر ہم ان لوگوں کے خیالات و نظریات پیش کریں گے جن کی سلہری صاحب نہ صرف تعظیم و تکریم کرتے ہیں، بلکہ انکی زندگی اور طرز عمل کو ایک مثالی اور معیاری قرار دے کر ان کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین بھی کرتے رہتے ہیں۔ ا ر

اب سب سے یہ دیکھنا ہے کہ اندرون ہند کے لیے انگریز سرکار کی پالیسی اور طرز عمل کار فرما تھا تاریخ کی ورق گردانی کرنے والے حضرات اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اندرون ہند کے لیے برطانوی سامراج کی پالیسی کے بنیادی اور مرکزی ستون دو چیزیں تھیں :

۱- ہندوستانیوں میں ہندی قومیت کے فقدان کی پالیسی۔

۲- باہمی تفرقہ انگیزی کی پالیسی۔

چنانچہ ہندی قومیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر سیلے لکھتا ہے :

"اگر ہندوستان میں متحدہ قومیت کا کمزور جذبہ بھی پیدا ہو جائے اور اس میں اجنبیوں کے نکالنے کی کوئی عملی روح نہ بھی ہو بلکہ صرف اس قدر احساس عام ہو جائے کہ اجنبی حکومت سے اتحاد عمل ہندوستانیوں کے لیے شرمناک ہے تو اسی وقت سے ہماری شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیوں کہ ہم درحقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں اور نہ اس پر فاتحانہ حکمرانی کر سکتے ہیں، اگر ہم اس طرح کی حکومت کرنا بھی چاہیں گے تو اقتصادی طور پر قطعاً برباد ہو جائیں گے"

اکسپنشن آف انگلینڈ
بحوالہ جمعیت علماء کا صراط مستقیم ص ۹
مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۲۸ ج ۳

سر جان مینارڈ لکھتا ہے :

"ہندوستان میں خانہ جنگی کی طرف رجحان موجود ہے جس کا ایک نمونہ ہندو مسلم عناد ہے اور یہ واقعہ ہے کہ یہ رجحان نہ ہوتا تو ہماری حکومت نہ قائم ہو سکتی۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ہندو مسلمان کے مابین عام مخالفت برطانیہ کے عہد میں شروع ہوئی۔ برطانیہ سے پہلے بھی ظالم سلاطین گذرے ہیں جنہوں نے کبھی غیر مسلموں پر جزیہ لگایا اور کبھی گائے ذبح کرنے پر مجنونانہ جوش میں اگر سزائیں دیں، لیکن یہ واقعات گاہے گاہے پیش آتے تھے، شجر علم کا پھل چکھنے سے پہلے عوام میں مذہبی افتراق کا احساس نہ تھا۔ خواہ ہندو ہوں یا مسلمان دونوں ایک ہی معبد میں مصروف پرستش رہتے تھے"

ان ہی انڈیا ص ۴۰۸
بحوالہ روشن مستقبل ص ۲۶۳

سوال یہ ہے کہ وہ کونسا پھل تھا جس کے چکھنے سے ہندو مسلم میں افتراق پیدا ہو گیا۔ وہ کونسا پھل تھا جس کے استعمال کرنے سے ہندو مسلم میں باہمی نفاق و شقاق پیدا ہو گیا، وہ کونسا پھل تھا جس سے لطف اندوز ہونے سے ایک دوسرے کی عزت و آبرو جان و مال تک سے دریغ نہ کیا گیا، وہ کونسا زود اثر پھل تھا جس کے زبان پر آنے اور دل و دماغ پر منقش ہونے سے ہندو مسلم میں حرب و ضرب، ظلم و تشدد و قتل و قتال اور باہمی دھینگا مشتی شروع ہو گئی۔ آخر اسی برصغیر میں کم و بیش ایک ہزار سال تک ہندو مسلم اکٹھے رہے ہندوؤں کے تعاون اور اشتراک سے پورے برصغیر پر مسلم رہنما حکومت کرتے رہے اور بقول سر مینارڈ ؛ یہاں ظالم و جابر سلاطین کی حکومت بھی رہی جنہوں نے غیر مسلموں پر جزیہ بھی لگایا لیکن یہ حالت و کیفیت دیکھنے میں نہیں آئی، جو بعد میں پیدا ہوئی، اچانک کس کی نحوست اور خباثت ان کے اندر سما گئی کہ باہمی ...

دست و گریبان ہو گئے اور کونسی چیز ان میں اثر انداز ہو گئی جس کی وجہ سے یہ ایک دوسرے کے قاتل بن گئے۔

اس سلسلہ میں اتنی بات تو ہر ایک جانتا ہے کہ انگریزی حکومت اور لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کا ورود نہیں ہوا تھا اس وقت تک ہندو مسلم اپنے اپنے خیالات و نظریات کو اپناتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے معاون و مددگار تھے اور ہندو اپنی واضح اکثریت کے باوجود مسلمانوں کی قیادت کو قبول کیے ہوئے تھے۔ لیکن برصغیر میں قدم رکھنے کے بعد انگریز ہندو مسلم میں اتحاد و اتفاق کے بجائے اختلاف و افتراق، وصل کی بجائے فصل، باہمی تعاون و اشتراک کے بعد بجائے بُعد و نفاق کا بیج بونے میں مصروف ہو گیا اور اس نے اس قسم کا نظام تعلیم کا خاکہ پیش کیا جس سے جہاں ہندو نظریاتی طور پر متاثر ہوں تو وہاں دوسری طرف اس نظام تعلیم کو اپنانے والے مسلمان بھی اپنے سلف صالحین اور بزرگان دین کے عقاید کو غلط سمجھتے ہوئے انہیں خیرباد کہہ ڈالیں۔

چنانچہ لارڈ میکالے نے کہا ہے:

"ہمارا مقصد ہندوستان میں تعلیم سے یہ ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جو رنگ و نسل کی حیثیت سے ہندوستانی ہوں اور دل و دماغ کی حیثیت سے انگریز"

اسی طرح ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے:

"ہمارے انگریزی اسکول میں پڑھا ہوا کوئی نوجوان خواہ ہندو ہو یا مسلمان ایسا نہیں جس نے اپنے بزرگوں کے مذہبی عقاید کو غلط سمجھنا نہ سیکھا ہو"

مسلمانان ہند ص۱۴۲ بحوالہ
روشن مستقبل ص۴۰۲

یہ تو ہندوستانی قومیت اور نظام تعلیم کے متعلق چند حوالہ جات پیش خدمت تھے۔ اب تفرقہ انگیزی کے متعلق سرکار کے چند ارشادات ملاحظہ فرمایئے:

لارڈ الفنسٹن گورنر بمبئی نے ۱۸۵۹ء میں کہا تھا:

"نفاق ڈال کر حکومت کرنا رومیوں کا اصول تھا اور یہی اصول ہمارا بھی ہونا چاہیے"

(ان ہی انڈیا، بحوالہ جمعیت علماء کا صراط مستقیم ص۹)

ایک اور انگریزی افسر کارلے نکسن نے لکھا:

"ہندوستان میں ہماری حکومت کے ہر صیغے کو خواہ وہ خارجی تعلقات سے واسطہ رکھتا ہو یا عدالتی و حربی نظم و نسق سے۔ یہ اصول ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیے کہ تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو"

حکومت خود اختیاری ص۵۱
بحوالہ جمعیۃ کا صراط مستقیم ص۱۰

اسی طرح سر جان میلکم کہتا ہے کہ:

"اتنی قدر وسیع سلطنت میں ہماری غیر معمولی قسم کی حکومت کی حفاظت اس امر پر منحصر ہے کہ ہماری عملداری میں جو بڑی جماعتیں ہیں ان کی عام تقسیم ہو اور پھر ہر ایک جماعت کے ٹکڑے مختلف ذاتوں، فرقوں اور قوموں میں ہوں جب تک یہ لوگ اس طریقہ سے جدا رہیں گے اس وقت تک غالباً کوئی بغاوت اٹھ کر ہماری قوم کے استحکام کو متزلزل نہ کرے گی"

کمپنی کے عہد کی تاریخ تعلیم انگریزی
ص۱۸۷ بحوالہ روشن مستقبل ص۲۶

متذکرہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد سید طفیل احمد منگلوری لکھتے ہیں:

"اس اصول کے تحت بہت سی تدابیر اختیار کی گئیں جن میں سے بعض عارضی ہوتی تھیں اور بعض مستقل۔ ان میں سے مستقل وہ تاریخیں ہیں جو کمپنی کے دور حکومت میں لکھی گئی ہیں ان میں سے ایک مشہور تاریخ "سر ہنری ایلیٹ" کی تھی جنہیں یہ بات سخت ناگوار تھی کہ لکھے پڑھے ہندو مسلمانوں کے گذشتہ عہد حکومت کی تعریف کیا کرتے تھے اور عہد جدید کی عیب جوئی کرتے تھے" اس زمانے میں جس قدر کتابیں اور تاریخیں خود ہندو مصنفین کی لکھی ہوئی تھیں ان سب سے مسلمانوں کی عظمت و وقعت کا اظہار ہوتا تھا۔

اس کو بعض انگریز برداشت نہ کر سکتے تھے اس لیے سب سے اول سر ہنری ایلیٹ نے جو ہندوستان میں بڑے بڑے عہدوں پر رہے تھے اور آخر میں گورنمنٹ ہند کے صیغہ خارجہ کے سیکرٹری ہو گئے تھے ہندوستان کی ایک تاریخ لکھ کر اس کی پہلی جلد ۱۸۴۹ء میں شائع کی۔ یہی وہ سب سے پہلی تاریخ ہے جس نے زمانہ قدیم اور بالخصوص مسلمانوں کے عہد کے خلاف خوب خوب زہر اگلا ہے اور تاریخی میدان میں یہی وہ پہلی کتاب آئی جس کے ترجمے دیسی زبان میں کرا کر ان کے ذریعہ اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے عناد اور دشمنی کا بیج بویا گیا، اگر کسی شخص کو اس تاریخ کے لکھے جانے کا مقصد معلوم کرنا ہو تو اس کے لیے صرف اس کا دیباچہ پڑھ لینا بالکل کافی ہو گا جس میں مؤرخ نے اپنے منشا کو واضح اور صاف الفاظ میں لکھ دیا ہے۔ مثلاً صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ:

"بڑا افسوس ہندو مصنفین پر آتا ہے جن سے ہمیں توقع ہو سکتی تھی کہ اس قوم کے محسوسات، توقعات اور معتقدات ہمیں معلوم ہوتے، مگر وہ تو احکامات اور ہدایات لکھتے ہیں ماہ محرم کو "محرم شریف" اور قرآن کو "کلام پاک" کہتے ہیں اور اپنی تحریرات کو "بسم اللہ" سے شروع کرتے ہیں"

ایلیٹ صاحب کو ہندو مصنفین کی اس بات پر سخت غصہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے مراسم اور مذہب کی اس قدر عظمت کیوں کرتے ہیں۔ ....

سب سے زیادہ ایلیٹ صاحب کو اس بات پر غصہ تھا کہ:

"اب جب کہ ہندو اپنے ظالم (مسلمان) آقاؤں کے چنگل سے نکل کر آزاد ہو گئے ہیں اور بغیر روک ٹوک کے اپنے دل کی

باتیں ظاہر کر سکتے ہیں تب بھی ان غلامانہ ذہنیت کے لوگوں میں سے ایک بھی ایک بھی اپنے ملک کے محسوسات کے مطابق نہیں لکھتا۔ یا طویل زمانہ کی مظلومیت کے خیالات، اور جذبات کا اظہار نہیں کرتا،،

مگر حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں کو اگر مسلمانوں کے زمانے میں تکلیف پہونچی ہوتی تو وہ آزادی کے زمانے میں ضرور اس کا اظہار کرتے، البتہ ایلیٹ صاحب کو اس سے سخت تکلیف پہونچی تھی کہ ہندو مسلمانوں کے عہد حکومت کی تعریف کرتے تھے۔ اور انگریزوں کے عہد کی کیوں عیب جوئی کرتے تھے۔ اس لیے انہوں نے کوشش کی کہ تاریخوں کے پرانے انباروں میں سے ایسے واقعات نکالیں جن سے یہ نتیجہ نکالا جا سکے کہ مسلمانوں کا عہد ظالمانہ اور انگریزوں کا عہد خدا کی رحمت تھا۔ چنانچہ اس مقصد کو انہوں نے حسب ذیل الفاظ میں ادا کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

اگرچہ پرانی تاریخوں کی قدر و قیمت کم ہے تاہم بغور مطالعہ کرنے سے ان میں بہت سا مواد مل سکتا ہے، ان کے ذریعہ جہالت کا دھند دور کیا جا سکتا ہے جس نے ہندوستان کی معلومات کو تاریک کو رکھا ہے اور یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے عہد کی تاریخ ابھی لکھنے کو باقی ہے ان سے رعایا کو ان بے شمار فوائد کا احساس کرایا جائے گا جو ہماری نرم اور منصفانہ حکومت سے حاصل ہوئے ہیں" (روشن مستقبل صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۳)

سید طفیل احمد صاحب مرحوم آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

"مگر ہندوستانیوں کی قسمت اسی روز پھوٹ گئی جب کہ اس قسم کی کتابوں کی بنا پر دیسی زبانوں میں تاریخیں لکھی گئیں اور رفتہ رفتہ وہی جھوٹ اور افترا پردازیاں موجودہ تاریخ کا جزو بنا دی گئیں۔ چنانچہ یہی وہ تعلیم ہے جس کا پھل چکھنے سے ہندوستان میں مذہبی افتراق پیدا ہوگیا" (ایضاً صفحہ ۲۶۴)

مزید لکھتے ہیں:-

"اسی قسم کی کتابیں اسکولوں کے درس میں داخل کی گئیں، ان کے ترجمے اردو میں کرا کے تمام ملک میں پھیلائے گئے جنھوں نے ملک کے امن کو باہمی خلفشار اور کشاکش میں بدل دیا اسی قسم کی فضا میں ملک میں فرقہ وارانہ اور نام نہاد سیاسی جماعتیں پیدا ہوئیں جو ملک کی سیاسی ترقی میں مزاحم ہو کر غیر ملکی حکومت کی بالواسطہ امداد کرتی رہتی ہیں" (ایضاً صفحہ ۲۶۴)

ہندوستانی باشندہ ملک کے متعلق انگریز کا نقطۂ نظر جاننے کے بعد اب ذرا ان افراد اور اشخاص کا نظریہ بھی معلوم کر لیں کہ جو تحریک پاکستان کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں:

سب سے پہلے سر سید کے خیالات ملاحظہ فرمایئے:

۱- "ہم نے متعدد مرتبہ کہا کہ ہندوستان ایک خوب صورت دلہن ہے اور ہندو اور مسلمان اسکی دو آنکھیں ہیں اس کی خوب صورتی اس میں ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں سلامت اور برابر رہیں، اگر ان میں سے ایک برابر نہ رہی تو وہ خوب صورت دلہن بھینگی ہو جائے گی اور اگر ایک آنکھ جاتی رہی تو وہ کانی ہو جائے گی، پس ہماری رائے میں اختلاف مذہب جیسا کہ مسلمان اور ہندو میں ہے سوشل برتاؤ اور باہمی محبت و اخلاص اور ایک دوسرے کی ہمدردی کا مانع نہیں ہو سکتا" (سر سید کے آخری مضامین صفحہ ۵۲)

(بحوالہ سر سید اور اصلاح معاشرہ صفحہ ۲۰۴)

(روشن مستقبل صفحہ ۲۷۲)

۲- "ہم لوگ آپس میں کسی کو ہندو کسی کو مسلمان کہیں مگر غیر ممالک میں ہندوستانی کہلاتے ہیں۔ غیر ملک والے خدابخش اور گنگا رام دونوں کو ہندوستانی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کی ذلت سے مسلمانوں کی ذلت ہے اور مسلمانوں کی ذلت سے ہندوؤں کی ذلت ہے"

(سر سید اور اصلاح معاشرہ صفحہ ۲۰۶)

۳ "جس طرح آریہ قوم کے لوگ ہندو کہلاتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی ہندو — یعنی ہندوستان کے رہنے والے کہلاتے ہیں" (مجموعہ لیکچر سر سید صفحہ ۱۶۷)

(بحوالہ روشن مستقبل صفحہ ۲۷۱)

سفر پنجاب میں ہندوؤں کو خطاب کرتے وقت فرمایا:

۴- آپ نے جو لفظ اپنے لیے ہندو کا استعمال کیا ہے وہ میری رائے میں درست نہیں، کیونکہ ہندو میری رائے میں کسی مذہب کا نام نہیں، بلکہ ہر شخص ہندوستان کا رہنے والا اپنے تئیں ہندو کہہ سکتا ہے۔ پس مجھے نہایت افسوس ہے کہ آپ مجھ کو باوجود اس کے کہ میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں ہندو نہیں سمجھتے"

(سفر نامہ پنجاب سر سید صفحہ ۱۳۹)

(بحوالہ روشن مستقبل صفحہ ۲۷۲)

۵- پس یاد رکھو کہ ہندو اور مسلمان ایک مذہبی لفظ ہے ورنہ ہندو، مسلمان اور عیسائی بھی جو اسی ملک میں رہتے ہیں اس اعتبار سے سب ایک قوم ہیں کہ قوم کا لفظ ملک کے باشندوں کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور اس زمانے میں جو سب سے بڑا سبب ہماری قوم کی تنزلی کا ہے وہ یہی ہے کہ ہم میں قومی اتفاق کا خیال نسیاً منسیاً ہو گیا" (حیات جاوید صفحہ ۸۳)

(بحوالہ سر سید اور اصلاح معاشرہ صفحہ ۲۰۵)

۶ "قوم کا اطلاق ایک ملک کے رہنے والوں پر ہوتا ہے ....

۱ یاد رکھو کہ ہندو اور مسلمان ایک مذہبی لفظ ہے ورنہ ہندو، مسلمان اور عیسائی جو اس ملک کے رہنے والے ہیں اس

ابتداء سے سب ایک قوم ہیں۔ جب جب یہ سب گروہ ایک قوم کہے جاتے ہیں تو ان سب کو ملکی فایدے ہیں جو ان سب کا ملک کہلاتا ہے، ایک ہونا چاہیے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب وہ زمانہ نہیں کہ مذہب کے خیال سے ایک ملک کے باشندے دو قومیں سمجھی جائیں"

(مجموعہ لیکچر سرسید ص۱۶۷)

(بحوالہ روشن مستقبل ص۲۷)

سرسید کی طرف سے بیان کی گئی لفظ "قوم" کی تشریحات کے بلکل نظر مولانا الطاف حسین حالی لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے نزدیک یہ کہنا کچھ غلط نہیں کہ قوم، قومیت، اور قومی ہمدردی اور قومی عزت کے الفاظ جن وسیع معنوں میں کہ اب ہندوستان میں عام طور پر بولے جاتے ہیں یہ در اصل سرسید ہی کی تحریروں نے جو اول سوسائٹی اخبار اور اس کے بعد تہذیب الاخلاق میں شائع ہوئیں، لوگوں کو بولنے سکھائے ہیں"

(حیات جاوید ص۳۶۸)

رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر مرحوم گول میز کانفرنس میں ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء کو آخری تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ایک لفظ میں مسلمانوں کی پوزیشن کے متعلق کہنا چاہتا ہوں جسکی تفصیل میں دوسرے موقع پر کروں گا۔ انگلستان میں اکثر لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ سیاست کو اس سے (مذہب سے) علیحدہ کر دیں۔ یہ کوئی شدت آمیز عقیدہ نہیں ہے نہ یہ ظاہری رسوم کا مجموعہ ہے۔ مذہب میرے خیال کے مطابق حیات انسانی کی تشریح کا نام ہے۔ میرے پاس ایک تمدن ہے، ایک ضابطہ اخلاق ہے، زندگی کا ایک نظریہ ہے اور حیات اجتماعی کے لیے ایک مکمل نظام ہے جس کو اسلام کہتے ہیں۔ خدا کے برتر حکم کے سامنے اولاً مسلمان ہوں، دوم مسلمان ہوں اور آخری مسلمان ہوں اور سوائے مسلمان کے کچھ نہیں ہوں، اگر تم مجھ سے اپنی قوم اور اپنی سلطنت میں اس نظام، اس ضابطہ اخلاق اور اس شریعت کو چھوڑ کر شریک ہونے کے لیے کہو گے تو میں اس کے لیے تیار نہ ہوں گا، یہ میرا پہلا فرض ہے جو اپنے خالق کی جانب سے مجھ پر عاید ہوتا ہے اور ڈاکٹر مونجے کا خیال ہے اور جہاں تک اس فرض کا تعلق ہے ان کو پہلے ہندو ہونا چاہیے اور مجھ کو پہلے مسلمان، لیکن جن امور کا ہندوستان سے تعلق ہے، ہندوستان کی آزادی سے تعلق ہے، ہندوستان کی فلاح و بہبود سے تعلق ہے، میں اول ہندوستانی ہوں دوئم ہندوستانی ہوں اور آخری ہندوستانی ہوں اور ہندوستانی کے سوا کچھ نہیں ہوں"

مدینہ بجنور ۲ فروری ۱۹۳۸ء

(بحوالہ متحدہ قومیت اور اسلام ص۷۸)

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں قائد اعظم محمد علی جناح کا نقطہ نظر بھی پیش کیا جائے چنانچہ مشہور مسلم لیگی لیڈر و یکے از بانیان پاکستان چوہدری خلیق الزمان صاحب مرحوم لکھتے ہیں:-

"یکم اگست ۱۹۴۷ء کو مسٹر جناح نے ہندوستان کے اقلیتی نمائندوں سے رخصت ہونے کے لیے ان کو بلوایا۔ اس موقع پر سید رضوان اللہ سیکرٹری یو۔ پی مسلم لیگ اور ممبر کانسٹی ٹیوشنل اسمبلی نے اقلیتی مسلمانوں کے مستقبل کے متعلق جناح صاحب سے کچھ بہت ٹیڑھے سوالات کیے۔ جن سے وہ بہت پریشان نظر آئے اس سے پہلے انہیں اس قدر پریشان میں نے نہیں دیکھا تھا۔ گفتگو کی یہ نوعیت دیکھ کر میں نے اسے ختم کرانا ہی مناسب سمجھا اور رضوان اللہ سے کہا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد ہم سب ان سے رخصت ہو کر چلے آئے اس گفتگو کا اثر مسٹر جناح پر اتنا گہرا اور عمیق پڑا کہ ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو بحیثیت ہونے والے گورنر جنرل پاکستان اور پاکستان کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کے پریذیڈنٹ کے انہوں نے اولین موقعہ پر دو قومی نظریہ کو اپنی ایک تقریر کے ذریعہ بالکل ختم کر دیا۔ ان کی تقریر یہ تھی:

وہ اب اگر ہم پاکستان اسٹیٹ با فراغت اور خوش دیکھنا چاہتے ہیں تو ہم کو کلیتہً عوام کی خصوصاً غرباء کی خدمت میں لگ جانا چاہیے، اگر ہم سب گذشتہ واقعات کو بھلا کر اور اختلاف کو ختم کر کے متحدہ طور سے کام میں مشغول ہو جائیں تو ہم ضرور کامیاب ہوں گے، اگر ہم اپنا ماضی بدل ڈالیں اور سب مل کر یکجہتی سے کام شروع کر دیں خواہ تم کسی قوم کے ہو، خواہ تمہارے آپس کے تعلقات پہلے کچھ ہی رہے ہوں، خواہ تمہارا رنگ، ذات اور دین کچھ بھی رہا ہو، مگر وہ اب ہر صورت میں پاکستان کا شہری ہے جس کے تمام وہی حقوق اور وہی ذمہ داریاں ہیں جو کسی اور کی ہیں۔ میں اس سے زیادہ اور اس پر زور نہیں دے سکتا۔ ہم کو اسی جذبہ سے کام کرنا ہے اور تھوڑے عرصہ میں اکثریت اور اقلیت ہندو قوم اور مسلم قوم کے قصے ختم ہو جائیں گے کیونکہ خود مسلمانوں میں پٹھان، پنجابی اور شیعہ سنی وغیرہ ہیں اسی طرح ہندوؤں میں برہمن، ویش کھتری اور بنگالی و مدراسی وغیرہ یہ سب دور ہو جائیں گے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی میں یہی مختلف حالات حارج رہے ہے۔ ورنہ ہم بہت پہلے آزاد ہو گئے ہوتے۔ آپ کسی مذہب، ذات یا عقیدے

بقیہ: ص

حالات و واقعات — مولانا زاہد الراشدی

دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس

بعض اطلاعات کے مطابق دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس سال رواں کے اختتام سے قبل نومبر میں منعقد ہو رہا ہے جس کی تیاریوں کے لیے مولانا حامد الانصاری کی زیر قیادت ایک پورا شعبہ مصروف عمل ہے۔ اس سلسلہ میں گذشتہ دنوں جامعہ مدنیہ لاہور میں بعض ارباب علم کا ایک غیر رسمی مشاورتی اجلاس ہوا تھا جس میں صد سالہ اجلاس پاکستانی علماء اور دلچسپی رکھنے والے حضرات کی شمولیت اور دیگر متعلقہ امور پر غور کیا گیا۔ اس اجلاس کی سفارشات اور تجاویز آپ ترجمان اسلام کے گذشتہ شمارے میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس اجلاس کی اہمیت کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ علم و تاریخ سے دلچسپی رکھنے والا ہر ذی شعور شخص برصغیر کی تاریخ میں دارالعلوم دیوبند کے کردار اور خدمات سے آگاہ ہے۔ دارالعلوم کے اس ہمہ جہتی کردار اور خدمات کے پیش نظر اس کا صد سالہ اجلاس یقیناً برصغیر کے علمی و فکری مستقبل کے لیے ایک سنگ میل ثابت ہوگا اور اس طرح ایک عظیم المرتبت قافلہ اپنے صد سالہ کردار کے مثبت و منفی پہلوؤں پر ایک نظر ڈالنے کے بعد اگلے صد سالہ دور کے لیے اپنے سفر کا آغاز کرے گا۔

پاکستان میں بسنے والے علماء کرام اور دارالعلوم دیوبند کی تحریک اور فکر سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سے ہم یہ گذارش کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ صد سالہ اجلاس کی اہمیت کے مطابق ان سفارشات پر عمل درآمد میں خصوصی دلچسپی لیں جو مذکورہ بالا اجلاس میں شریک علماء نے پیش کی ہیں اور اس ضمن میں جہاں اجلاس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ قانونی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ابھی سے تیاری شروع کر دیں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ صد سالہ اجلاس کی مناسبت سے پاکستان میں بھی دارالعلوم دیوبند کی جدوجہد اور اکابر دارالعلوم کی علمی دینی و قومی خدمات سے نئی نسل کو روشناس کرانے کے لیے ٹھوس اور مثبت سرگرمیوں کا سلسلہ شروع کیا جاتے۔ مجالس مذاکرہ ہلکے پھلکے لٹریچر کی اشاعت اور کتابوں کی نمائش کے علاوہ بھی اس ضمن میں کوئی مفید اور باوقار ذریعہ میسر ہو سکتا ہو تو اس سے بھرپور استفادہ کیا جانا چاہیے، تاکہ نئی نسل کو اس ذہنی و فکری خلاء سے نجات دلائی جا سکے جو اسے اس کے اکابر و اسلاف سے ناآشنا رکھنے کی مسلسل اور منظم سازش کے ذریعہ پیدا کر دیا گیا ہے۔

قتل اور اغوا کی وارداتیں

گذشتہ کچھ عرصہ سے ملک میں قتل، اغوا اور ڈکیتی کی وارداتوں میں جو وبائی نوعیت کا اضافہ ہوا ہے وہ قومی حلقوں کے لیے ایک مستقل چیلنج ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت غنڈہ عناصر ملک میں وحشیانہ وارداتوں کا ارتکاب کر رہے ہیں اور سول انتظامیہ حسب سابق فائلوں کے چکر میں الجھی ہوئی ہے۔

کراچی کی معصوم بچی ترنم کا وحشیانہ قتل، لاہور کے پپو کا قتل اور سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں مسلح ڈکیتی اور جبری عصمت دری کی وارداتیں پورے ملک میں موضوع بحث ہیں اور عام شہری جان و مال اور آبرو کے تحفظ کے سلسلہ میں بجا طور پر خطرات محسوس کر رہا ہے۔

ان حالات میں ہم عبوری حکومت سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ غنڈہ گردی کی اس لہر سے غیر معمولی اور ہنگامی بنیادوں پر نمٹنا ہی مناسب ہوگا بالخصوص ایسی کیفیت میں جبکہ عبوری حکومت کے اقدامات پر عمل درآمد کے سلسلے میں بیوروکریسی کا طرز عمل بجائے خود محل نظر اور موضوع بحث ہے، اس لیے عبوری حکومت کو ہنگامی اور ہمہ گیر بنیادوں پر فوری اقدامات کے ذریعہ غنڈہ گردی کے اس طوفان بدتمیزی کا راستہ روکنا چاہیے تاکہ یہ وحشیانہ وارداتیں معاشرہ کو انارکی اور افراتفری کے جہنم میں دھکیلنے کی مذموم سازش میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

گندم کافی ہے مگر ....

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے مشیر برائے امور زراعت ڈاکٹر امیر محمد نے ایک تازہ بیان میں فرمایا ہے کہ ملک میں گندم کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور ضرورت کے مطابق باہر سے بھی گندم منگوائی جا رہی ہے۔ اس لیے گندم کی کوئی قلت نہیں ہے۔ موصوف کا یہ بیان دراصل ان خبروں کی وضاحت کے لیے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے مختلف شہروں بالخصوص دیہات میں لوگوں کو آٹا حاصل کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں اور آٹا یا تو ملتا نہیں یا انتہائی مہنگے داموں ملتا ہے، مگر بصد ادب عرض ہے کہ ڈاکٹر امیر محمد کی طرف سے مذکورہ بالا مشکلات کا فی الواقع سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور خود ہم نے متعدد دیہات میں حاضری کے موقعہ پر ان مشکلات کو عملاً محسوس کیا ہے۔ اس لیے اگر ڈاکٹر امیر محمد کے مطابق ملک میں گندم کا ذخیرہ ضرورت کے مطابق موجود ہے اور کسی قسم کی کمی نہیں ہے تو پھر سپلائی کے نظام پر ایک نظر ڈال لینی چاہیے اور اس امکان کا بھی جائزہ لے لینا چاہیے کہ حکومت کے ذخیروں سے عوام تک پہنچنے کے درمیانی راستوں میں آخر گندم اور آٹا کہاں غائب ہو جاتے ہیں؟ بالخصوص اس صورت میں کہ بھٹو حکومت کے اس سلسلہ میں قائم کردہ نظام اور ڈپوؤں کی تقسیم میں ابھی تک کوئی رد و بدل نہیں ہوا۔ اس بات کی فوری چیکنگ ضروری ہے کہ بھٹو حکومت کے پروردہ فوڈ آفیسرز اور ڈپو ہولڈر کہیں جان بوجھ کر آٹے کی قلت تو شو نہیں کر رہے؟

اور اب مسلم لیگ؟

خدا خدا کر کے پاکستان قومی اتحاد کے ساتھ جمعیۃ

علماء پاکستان کے اختلافات نمٹنے کی کوئی صورت پیدا ہوئی ہے تو اب پاکستان مسلم لیگ کے بعض قایدین کے افتراق و انتشار کا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے ابھی حال ہی میں پاکستان مسلم لیگ کے چیف آرگنائزر محمد حنیف رامے کا جو انٹرویو۔ اتحاد و اتفاق کے سب سے بڑے علمبردار۔ نوائے وقت نے انتہائی اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے اس میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ قیام پاکستان کے حامیوں اور مخالفوں کے سابقہ اختلافات کو جو پاکستان قومی اتحاد کے قیام کے بعد قصۂ پارینہ بن چکے تھے ایک بار اجاگر کر کے قوم کو ایک نئے فکری انتشار کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ ان نئی لائنوں پر میاں ممتاز دولتانہ، خان عبد القیوم خان اور حنیف رامے آج کل کن سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور پاکستان مسلم لیگ کے ماضی کے نام پر سیاسیات کی دکان چمکانے کی خواہش انہیں کن راستوں پر لے جا رہی ہے۔

لیکن ہم جناب محمد حنیف رامے اور ان کے ہمنواؤں سے اتنی گذارش ضرور کریں گے کہ وہ اگر پاکستان قومی اتحاد کے ساتھ چلنے کی سکت نہیں رکھتے تو بڑے شوق سے اپنی راہیں الگ کر لیں، لیکن پاکستان قومی اتحاد کے پلیٹ فارم پر قوم کے اتحاد کو اپنی خواہشات کی بھینٹ چڑھانے سے گریز کریں، کیونکہ پاکستان کے عوام نے اتحاد اور یک جہتی کے لیے قربانیاں دی تھیں، کسی لیڈری چمکانے کے لیے نہیں۔

بقیہ: سُلہری صاحب ہوش میں آئیے

کے ہوں، اس کو اسٹیٹ کے کام سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔"

مسٹر جناح کی تقریر نقل کرنے کے بعد چوہدری خلیق الزمان صاحب مرحوم اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ واضح اور روشن تبدیلی ہمارے سیاسی مسلک میں ایسے وقت آئی جب کہ لاکھوں مسلم جانیں جا چکی تھیں اور لاکھوں کی نوبت آ رہی تھی اور اس سے زاید یہ کہ لاکھوں خاندان اور افراد اپنے آبائی وطن اور ماحول کو خیر باد کر کے پاکستان کی طرف چل پڑے تھے۔"

(شاہراہ پاکستان ص ۹۴۲، ۹۴۳)

سُلہری صاحب!

آپ نے تو مدنیؒ اور آزادؒ کی دشمنی اور عداوت میں مسئلہ قومیت کو اسلام اور کفر کا مسئلہ بنا دیا اور یہ نہ دیکھا کہ آپ کی تحریر و تقریر میں تو بہت سی ایسی ہستیاں بھی آ جاتی ہیں جن پر انگشت نمائی کرنا بھی جرم ہے۔ اس گناہ کے صرف مدنیؒ اور آزادؒ ہی نہیں مرتکب ہوئے تھے، بلکہ۔

ع: ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند۔

شائد آپ انہی حضرات کی کچھ ایسی تحریریں اور تقریریں پیش کریں جو دو قومی نظریہ پر دال ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ انہی حضرات نے کسی وقت متذکرہ بالا خیالات کا بھی تو اظہار کیا ہے۔ تاریخ کے صفحات سے آپ ان خیالات کو مٹا تو نہیں سکتے۔ اب ہمیں صرف اتنا بتا یا جائے کہ ان رہنمایان قوم نے جب متذکرہ بالا خیالات و نظریات کا اظہار کیا تھا تو اس وقت ان کی مذہبی پوزیشن کیا تھی۔ کیا وہ اسلام سے مستعفی ہو چکے تھے۔؟ یا زیورِ اسلام سے آراستگی کے باوجود ان خیالات کا اظہار کیا تھا۔

بیّنوا توجروا

شیشے کے گھر میں بیٹھ کے پتھر ہیں پھینکتے
دیوارِ آہنی پہ حماقت تو دیکھیے!

مکتوب ملتان

رپورٹنگ :- محمد یعقوب شیخ

قومی اتحاد سے الگ ہونے والوں کو کرسی نہیں ملے گی

بھٹو ازم سے مراد انسانیت، شرافت، اخلاقی اقدار کی تذلیل ہے

مفتی محمود ہمارے امام ہیں

فوج کے حکام، افسر شاہی اور عام سیاستدانوں کا بھی محاسبہ کیا جائے

۱۰ فروری جمعہ کے دن خان عبدالولی خان ملتان پہنچ رہے تھے۔ ملتان میں پہلا FUNCTION جمعیۃ علمائے اسلام ممتاز آباد کی طرف سے تھا اس لیے کہ جمعہ کا دن ہے اور نماز جمعہ مسجد الخیر ممتاز آباد میں ادا کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔

جمعیۃ علمائے اسلام ملتان شہر کے امیر حاجی حق نواز کی قیادت میں ایک وفد خواجہ محمد افضل حق، حاجی ہدایت اللہ، شیخ محمد یعقوب، حاجی میر احمد، حافظ حبیب الرحمٰن، سید ثمر علی اور دوسرے کارکنوں نے شہر سے کئی میل دور باہر جا کر استقبال کیا۔ قافلہ حریت رکا۔ خان عبدالولی خان گاڑی سے باہر آئے اور کارکنوں سے گلے ملے۔ وفد نے ملتان شہر کی طرف سے خیر مقدم کیا اور خوش آمدید کہا۔ قومی رہنما خان رب نواز خان کی رہائش گاہ پر مختصر قیام اور کارکنوں سے گفتگو اور طعام کے بعد مسجد الخیر گئے۔ مولانا محمد اسحاق خطیب تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے بات پوری کر کے خانصاحب کو دعوتِ کلام دی۔ خان صاحب نے کہا میں تو جمعہ پڑھنے آیا ہوں۔ تقریر تین بجے شام کو کروں گا۔ البتہ میں یہ بتا دوں کہ میں شہیدوں کے سلام کے لئے آیا ہوں، اِن علمائے کرام، ان نوجوانوں اور جیالے و بہادر انسانوں کو ملنے آیا ہوں جن کی جدوجہد نے انقلاب برپا کیا۔ بھٹو جیل میں ہے اور ولی ملتان میں۔

نظام مصطفےٰ:

دوسری بات یہ ہے کہ ایک صاحب نے سوال کیا کہ آپ نظام مصطفےٰ چاہتے ہیں تو میں نے جواباً کہا کہ ہم نے تو ۷۳ء میں نظام مصطفےٰ قائم کر دیا تھا۔ مفتی صاحب صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی نہ تھے اور ان کی تعداد بھی کل پانچ تھی۔ ہم نے صرف نظام مصطفےٰ کے لئے اسلامی نظام حکومت کے لئے مفتی صاحب کو قائدِ ایوان بنایا۔ مفتی صاحب امام بنے اور ہم سب مقتدی۔

بھٹو کو ہماری یہ قربانی پسند نہ لگی۔ اس نے قدم قدم پر رکاوٹ ڈالی، سازش کی اور ہمارے لئے مشکل بنا دیا کہ ہم حکومت چلائیں۔

نماز کے بعد قافلہ حریت کالونی ٹیکسٹائل مل گیا۔ شہداء کے ورثاء سے تعزیت اور دعائے مغفرت کی۔ کارکنوں کی خواہش تھی کہ تقریر ہو مگر ولی خان نے کہا میں صرف فاتحہ کے لئے آیا ہوں

قصاص:

البتہ اسلامی تعلیمات کے مطابق آپ قصاص کا مطالبہ کریں۔ جن جن ظالموں نے مزدوروں پر گولیاں چلائی ہیں ان کو اسی طرح قتل کیا جائے۔ جہاں تک مزدوروں کے مسائل کا تعلق ہے ہم ان سے آگاہ ہیں اور انشاء اللہ یہ حل ہوں گے۔ مہنگائی اور آٹا کی نایابی یہ بھی سارے ملک کا مسئلہ ہے۔ یہ بھی حل ہو گا۔

مضبوط کرسی کا نشہ:

این۔ ڈی۔ پی کی طرف سے بڑی تنگ اور طویل گلیوں میں دعوت استقبالیہ ترتیب دی گئی تھی۔ جگہ تنگ اور حاضرین بہت زیادہ تھے۔ عارف محمود قریشی سید ولایت حسین گردیزی، سید شعور گردیزی اور راؤ مہرو زاختر کے بعد جب لوگوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہو رہا تھا تو عبدالولی خان گویا ہوئے۔

"میں جب بھی پنجاب کا رخ کرتا ہوں ایک طوفان کھڑا کیا جاتا ہے میں صاف صاف کہتا ہوں کہ پنجاب اور صوبہ سرحد ایک ہے، اور سارا ملک ایک ہے پاکستان ہے۔ اسی ملک کے لئے اس کی حفاظت کے لئے آپ نے قربانیاں دیں۔ ایک آمر سے نجات حاصل کی۔ وہ شخص جو کہتا تھا کہ میری کرسی بہت مضبوط ہے آج جیل میں ہے اور قتل کے الزام میں ملوث ہے۔ ظالم اپنی انتہا کو پہنچ چکا، اب بھٹو دفن ہو گیا ہے۔ اب کسی بھٹو خان کا حکم نہیں چلے گا۔ آپ جانتے ہیں ۵۷ء میں اسے کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہ ایوب خان اور سکندر مرزا نے دریافت کیا۔ اس وقت تک بھارتی شہریت کے دعوے عدالتوں میں جاری تھے۔ دو اڑھائی سال سے میں تو جیل میں تھا زیادہ تفصیلات معلوم نہیں۔ آپ کی قربانیوں نے اس ظالم کے ظلم سے ملک کو نجات دلائی ہے۔ تحریک میں کس قدر تشدد ہوا علماء کرام کو لہولہان کیا گیا، طلباء کو قتل کیا گیا، نوجوانوں کو شہید کیا گیا۔ آپ کی تحریک جدوجہد بھٹو کو مجبور نہ کر سکی، البتہ افواج پاکستان مجبور ہوئی اور اس نے اقتدار پر قبضہ کر کے ملک کو بچایا۔ میں اکثر کہا کرتا تھا کہ بھٹو اور ملک ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ قدرت نے میری بات کو سچا کر دکھایا۔ فوج نے پاکستان کو بچایا ہے اس لئے میں کیوں اس کی تعریف نہ کروں۔ ہم نے کبھی مارشل لاء کی حمایت نہیں کی، نہ ایوبی مارشل لاء کی اور نہ یحییٰ کے

مارشل لا کی۔ اس مارشل لا سے ملک محفوظ ہوا ہے اس لئے میں افواج پاکستان کے اقدام کو سراہتا ہوں۔

غلاظت صاف کرو:

احتساب ہونا چاہیئے اس لئے کہ جس جگہ غلاظت پڑی ہو نماز نہیں ہوتی۔ پہلے غلاظت کو صاف کرو پھر نماز پڑھو۔ احتساب صرف سیاستدانوں کا نہیں نوکر شاہی کا بھی ہونا چاہیئے اور افواج پاکستان میں جو لوگ ظالم ہیں ان کو بھی الگ کیا جائے۔

سلام:

میں صرف سلام کرنے آیا ہوں۔ کارکنوں کو مجاہدوں کو شہداء کو اور ان ماؤں بیٹیوں اور بہنوں کو جنہوں نے تحریک چلائی۔ آپ نے قربانیاں دیں ہم جیلوں سے باہر آئے۔ صرف ملاقات کے لئے آیا ہوں وہ ہو گئی۔ تقریریں ہوں گی جب تقریر کی آزادی ہو گی۔ لاؤڈ سپیکر کی آزادی ہو گی۔ اجتماع کی آزادی ہو گی۔ اجازت دیجئے۔

بھٹوازم

سید ولایت حسین گردیزی کی رہائش گاہ پر دعوت عشائیہ کا اہتمام تھا۔ ولی خان تقریر کرنا نہیں چاہتے تھے عوام کے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ بھٹوازم سے مراد انسانیت، شرافت اور اخلاقی قدروں کی تذلیل ہے انہوں نے ملک کے چاروں بنیادی ادارے تباہ کر دیئے تھے۔ عدلیہ کو اس حد تک حراساں کیا گیا کہ:

۱۔ ایک سیشن جج کو عدالت میں ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں۔ یہ تذلیل ایک جج کی نہیں قانون کی تذلیل تھی عدل و انصاف کو پامال کیا گیا تھا۔

۲۔ پارلیمنٹ سے عوامی نمائندوں کو اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ ہمارے مفتی صاحب خیال کرتے تھے کہ اتنے بڑے آدمی کو کون اٹھائے گا۔ ان کو اس وقت پتہ چلا جب سڑک پر پہنچا دیئے گئے۔

۳۔ پریس پر پابندیاں لگا کر اسے مفلوج کر دیا گیا۔

۴۔ انتظامیہ کی پوری مشینری کو اپنے حق میں استعمال اور ناجائز مقاصد کے حصول کے لئے آلہ کار بنا لیا گیا۔ سینکڑوں افسروں کو جرم ثابت کئے بغیر برطرف کر دیا گیا۔ ایسے لوگ بھی برطرف ہوئے جو ملک کے باہر ملک کی نمائندگی کرتے تھے۔ اس طرح ملازمین میں عدم تحفظ کا ڈر پیدا ہوا۔ اس ظلم اور بربریت کو میں بھٹوازم قرار دیتا ہوں۔ ہم اس ازم کو مٹا کر عدل و انصاف پر مبنی اسلامی معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ پیپلز پارٹی نے قومی دولت کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے بے دریغ استعمال کیا۔ کروڑوں روپے اپنی عیاشی پر پانی کی طرح بہائے۔ بیرون ملک دولت جمع ہے۔ اس دولت کا حساب لیا جائے۔ قوم کی ایک ایک پائی وصول کی جائے۔

پارٹی اب بھی بے تحاشہ دولت خرچ کر رہی ہے تقسیم کر رہی ہے۔ یہ دولت کہاں سے آتی ہے اس کا بھی حساب لیا جائے اور یہ حکومت کا کام ہے کہ اس ناجائز دولت کا سراغ لگائے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ سے پہلے غلاظت اور گندگی سے ملک کو پاک کرنا ضروری ہے

پریس کی آزادی:

تاریخ شاہد ہے کہ ابلاغ عامہ پر پابندی ملک اور حکومت دونوں کی تباہی پر منتج ہوتی ہے۔ اگر پریس پر پابندی نہ ہوتی تو ظلم اور بربریت کا ارتکاب کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی۔ امریکہ میں ایک صحافی نے نکسن پر تنقید کی۔ حکومت بدل گئی نکسن کو جانا پڑا۔

پریس پر پابندیاں آمریت کا بنیادی سبب بن جاتی ہیں۔ پاکستان ایسی پابندیوں کی وجہ سے ہی بار بار آمریت کا شکار بنا ہے۔

اتحاد:

پاکستان قومی اتحاد نے آمرِ مطلق کو عبرتناک انجام تک پہنچایا۔ اب اگر اتحاد کو نقصان پہنچایا گیا تو یہ ملک کی بہت بڑی بدقسمتی ہو گی۔ قومی اتحاد کو نقصان کرسیوں کے حصول کی جنگ تک پہنچ سکتا ہے اس لئے کہ کرسی خالی ہے۔ عبوری حکومت کرسی کی وارث نہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ کرسی پر ولی خان بیٹھے گا۔ میں کہتا ہوں کہ ہماری تو بہ ہم کرسی نہیں چاہتے۔

سیاست:

لوگ کہتے ہیں کہ ولی خان سیاست کی بات کرتا؟ میں اسلام کی سیاست، شرافت، شائستگی، اخلاق کی سیاست پر اعتماد رکھتا ہوں۔ بھٹو کی سیاست گندی سیاست تھی۔ اس نے تھانیدار کو حکم دیا۔ ملک سلیمان (جو ہمارے ساتھ پارلیمنٹ کا معزز رکن تھا) کی بیٹی کو تھانہ طلب کرو اور اسے بے عزت کرو۔ لعنت ہے ایسی سیاست پر۔ اس نے بے گناہ لوگوں پر گولیاں چلائیں۔ پارٹی ورکر کو قتل کرا دیا۔ اس نے ملک کی عزت کو لوٹا۔ دولت عزت اور شرافت کو نقصان پہنچایا۔ اسی لئے میں یہ کہتا ہوں کہ ان سب کو الٹا لٹکاؤ۔ پیسہ پیسہ واپس لو لوٹی ہوئی دولت اگلواؤ۔ اگر تم سے کام نہیں ہوتا تو اسے ہمارے سپرد کر دو۔ اس کی سیاست منفی تھی اور اس

میں ملتان کے شہیدوں کو سلام کرنے آیا ہوں۔
میں صرف پاکستان کا ایجنٹ ہوں۔
ولی خان

نے نفرت کی دیواریں کھڑی کی تھیں۔

کموڈ پر جواہرات:

میں مصر گیا تو شاہ فاروق کا محل مجھے دکھایا گیا۔ استقبالیہ کا افسر بار بار کہتا تھا غسلخانہ بھی دیکھو۔ اس کے اصرار پر اندر گیا تو دیکھا کہ کموڈ پر ہیرے جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ اس نے بھی ایسا کیا۔ اپنے لئے محل بنایا۔ چھتیس کروڑ روپیہ اس پر خرچ ہو چکا ہے۔ غسلخانے میں سونے کی ٹوٹیاں لگائی گئی ہیں۔ غریب لوگوں کو رہنے کے لئے کچھ مکان نہیں، پینے کا پانی نہیں ملتا۔ خواتین نو۔ دس میل کی مسافت طے کر کے پانی لاتی ہیں اور یہ محل تعمیر کراتا رہا۔ محل ابھی بن رہا ہے کہ خود کوٹ لکھپت جیل میں پڑا ہے۔

کتے اور مکھن:

میں اسلام آباد کی سڑک پر تھا۔ دیکھا کہ ایک شخص دو۔ کتوں کو سیر کرا رہا ہے۔ کتوں کو کوٹ پہنائے گئے تھے۔ ان کے کتے مکھن کھاتے ہیں اور غریب کو روٹی میسر نہیں۔ ان کے کتے کوٹھیوں میں رہتے ہیں اور غریب کو کچھ مکان بھی میسر نہیں۔ انہوں نے لوگوں کے اخلاق کو بگاڑا ہے معاشرہ کو تباہ کیا ہے۔ استاد کی عزت شاگرد نہیں کرتا۔ کاشت کار زمیندار سے نالاں ہے اور مزدور کارخانہ دار سے گویا شرافت کی قدروں کو تباہ کر دیا گیا ہے۔

پٹھانوں کا مسئلہ:

پٹھانوں کو بلوچوں سے سندھیوں کو مہاجروں سے اور پنجابیوں کو پٹھانوں سے لڑایا گیا ہے۔ لیاقت باغ کا سانحہ ہوا۔ ہمارے آدمی شہید ہوئے۔ بسوں کو جلایا گیا۔ جب ایک افسر نے بھٹو سے کہا کہ بسوں کا معاوضہ دیا جائے تو اس نے کہا میں کسی پٹھان کو اجازت نہیں دوں گا کہ وہ پنجاب میں آکر سیاست کرے اس لئے کوئی معاوضہ نہیں۔

ایجنٹ کون!

ہم انصاف کی بات کرتے ہیں۔ عوام کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ بنیادی حقوق کی بات کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ غدار ہے۔ کہا جاتا تھا کہ ولی خان انڈیا کا ایجنٹ ہے۔ شملہ معاہدہ ہوا تو اندرا مائی بن گئی۔ پھر کہا کہ افغانستان کا ایجنٹ ہے۔ عراقی اسلحہ برآمد کرایا تو کہا کہ عراق کا ایجنٹ ہے۔ روس کا ایجنٹ اور ایران کا ایجنٹ ہے۔ لندن پلان کا افسانہ گھڑا۔ اب کہا جاتا ہے کہ امریکہ کا ایجنٹ ہے سن لو میں کسی کا ایجنٹ نہیں، میں صرف پاکستان کا ایجنٹ ہوں۔

ولی جذباتیت:

کسی نے کہا کہ ولی خان بہت جذباتی ہو گئے ہو۔ میں نے کہا ٹھیک ہے جو کچھ ہمارے ساتھ بیتی ہے اس سے آپ واقف نہیں۔ آئندہ نسل کا تربیت کنندہ ایک استاد ایک معلم بیان کرتا ہے کہ مجھے ٹارچرنگ سینٹر میں رکھا گیا اور میرے خلاف بیان حاصل کرنا چاہا۔ اس نے کہا میں نے ولی خان کو دیکھا ہی نہیں اور نہ شناسائی ہے۔ میں کوئی بیان نہیں دوں گا۔ میری بہن اور بیوی کو لایا گیا اور کہا کہ کرو دستخط ورنہ.......

ایک سوال کیا گیا کہ آپ نے کوئی ایسی بات کہی ہے جس سے پاکستان یا قائداعظم کے خلاف مطلب نکالا جا رہا ہے۔ ولی خان نے بڑی سختی سے تردید کی اور کہا کہ جھوٹ ہے، بکواس ہے اور سراسر الزام ہے جب بھی میں پنجاب کا رخ کرتا ہوں اس قسم کے الزامات شروع کر دیئے جاتے ہیں۔

آپ بھٹو کے خلاف اس شدت سے کیوں تقاریر کر رہے ہیں؟

مجھے بھٹو سے کوئی ذاتی عداوت نہیں۔ میں تو اس کے کردار سے نفرت کرتا ہوں۔ اس نے ملک کی شرافت، جمہوریت اخلاقی قدروں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔

این ڈی پی کا طریق کار:

جنرل صاحب نے بتایا کہ میری ذاتی معلومات میں یہ بات آئی ہے کہ آپ لوگ سیٹوں پر جھگڑا نہیں کرتے تو میں نے جواب دیا ہم بدقسمت لوگ ہیں منتخب ہوتے ہیں تو جیل پہنچا دیئے جاتے ہیں اس لئے ہمارے لئے سیٹ ملنا نہ ملنا برابر ہے۔ ہم جھگڑا کیوں کریں؟

روٹی، کپڑا اور مکان:

بھٹو نے جب روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگایا تھا اس وقت گندم پچیس روپے من تھی اب سائٹھ ہے۔ ملیشیا دو روپے گز تھا اب چھ روپے ہے۔ مکان تو ملتا ہی نہیں۔

انصاف:

سیاسی فیصلے عدالتوں میں نہیں ہوا کرتے۔۔۔ سیاسی فیصلے تو عوام کی عدالت میں ہوتے ہیں اور ہم اس پر بھرپور یقین رکھتے ہیں، اسی لئے پاکستان میں جمہوریت کے لئے کوشاں ہیں۔ سیاسی فیصلوں کا سب سے بڑا میدان انتخابات ہیں، اسی لئے عبوری حکومت سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ انتخابات کرائے۔ مجھے کرسی نہیں چاہیئے۔ ہم نے کبھی کرسیوں کی جنگ میں حصہ نہیں لیا ہمیشہ خدمت کی ہے۔ اب بھی ہم خادم ہیں۔ جو لوگ کرسیوں کے لئے قومی اتحاد سے الگ ہوں ان کو بتا دو کرسی اتحاد کے بغیر نہیں ملے گی۔ اگر ان لوگوں کو یہ باور ہو گیا کہ اتحاد کے بغیر کرسی نہیں ملے گی تو پھر اتحاد نہیں ٹوٹے گا۔ پاکستان قومی اتحاد باقی رہنا چاہیئے اسی میں سب کا فائدہ ہے۔

احتساب:

ولی خان سمیت سب کا احتساب کیا جائے تاکہ ملک کو گندگی سے پوری طرح پاک کیا جا سکے۔ احتساب کا عمل بھی جمہوری عمل ہے۔ بدعنوان عناصر پر صرف انتخاب میں حصہ لینے کی پابندی کافی نہیں۔ انکی جائیداد کو نیلام کر کے قومی دولت واپس دلائی جائے اور انہیں وہ عبرتناک سزا دی جائے کہ آئندہ اس نوع کی بدعنوانیوں کے ارتکاب کی جرأت نہ ہو سکے۔ پیپلز پارٹی نے چالیس کروڑ روپے بیرون ملک جمع کرا رکھے ہیں اب اسی رقم سے پارٹی کو چلایا جا رہا ہے۔ لوگوں کو رشوتیں دی جا رہی ہیں۔ لالچ دیا جا رہا ہے تاکہ بھرم باقی رہے۔

خالد محمود صدیقی اکوڑہ خٹک

سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی عبد القادر کنیت ابو محمد محی الدین لقب تھا محبوب سبحانی غوث اعظم قطب ربانی کے نام سے لوگوں نے پکارا اور حق یہ ہے کرامت کے اس رجل جلیل کے لئے یہ القاب بالکل حقیقت تھے۔ آپ کی پیدائش ۴۷۰ھ میں ہوئی آپ کا سلسلہ نسب دس واسطوں سے سید حضرت حسنؓ تک پہنچتا ہے اور سلسلہ مادری سید حضرت حسینؓ تک منتہی ہوتا ہے۔ مولد شریف جیلان نواح طبرستان ہے۔ تاریخ وفات ربیع الثانی ۵۶۱ھ ہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد تشریف لائے اور باوجود عبادات و مجاہدات کی فطری کشش کے علم دین حاصل کرنے میں مصروف ہوگئے باکمال اساتذہ سے علم دین میں پوری مہارت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ کرام ابوالوفا، ابن عقیل، محمد بن الحسن الباقلانی ابو زکریا تبریزی جیسے مشہور نامور علماء تھے۔ آپ کی علمی وسعت نظر اور تبحر پر آپ کی تصانیف غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب مشہور ہیں۔ غنیۃ الطالبین میں آپ ایک ٹھیٹھ محدث صوفی کی حیثیت سے جلوہ فرما نظر آتے ہیں فقہ میں آپ امام احمد بن حنبل کے پیروکار ہیں۔

آپ علم و سلوک کی تکمیل کے بعد لوگوں کی اصلاح و تعلیم کی طرف متوجہ ہوگئے۔ برسہا برس تک تدریس و افتاء کا سلسلہ جاری رہا اور بے شمار لوگوں نے آپ سے ظاہر علوم میں بھی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔

آپ نے اپنے استاد قاضی ابوسعید مخرمیؒ کے مدرسہ میں تعلیم و تلقین اور وعظ کا سلسلہ شروع فرمایا لوگوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ مخلصین کو عمارت میں اضافہ کرنا پڑا۔ آپ کی مجلس میں اسقدر ہجوم ہوتا تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ اثر کا یہ حال تھا کہ بعض اوقات مجلس وعظ سے لوگوں کے جنازے تک اٹھ جاتے تھے۔ علماء فقہاء کثرت سے آپ کی مجلس میں آتے تھے۔ مجلس میں چار چار تک دواتیں شمار کی گئی تھیں جو آپ کے وعظ لکھنے کے لئے لائی جاتی تھیں۔ جیلانیؒ کی ظاہری و باطنی علوم کی جامعیت و امامت، مسند درس و تدریس کی صدر نشینی، فیض باطنی کی وسعت مردہ دلوں کی مسیحائی گمراہوں کی رہنمائی، مواعظ کی اثر پذیری، صحبت پاک کی تاثیر و برکت، کرامات کی کثرت، دین شریعت کی خدمت، علمی تبحر، وسعت نگاہ اور وقت نظر، کس کس بات کو گنا جائے۔ علامہ ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ میں نے کسی شخص کی عزت دین کی وجہ سے آپ سے زیادہ ہوتی نہیں دیکھی، بادشاہ و وزراء خدمت اقدس میں نیاز مندانہ حاضر ہوتے تھے۔ جو آتا فیوض سے مالا مال ہوکر جاتا تھا۔ اصلاح و ہدایت و تربیت و ارشاد کی برکات نے بغداد کو متواتر پچاس ساٹھ سال تک مرجع خلائق بنائے رکھا۔ آپ کا وعظ پند و نصائح، حق کی دعوت، رب کی محبت، آخرت کی فکر، حلال و حرام کی تمیز، جائز و ناجائز کا اہتمام، معاشرت کی درستگی، اخلاق کی اصلاح، معاملات کی صفائی، دنیا سے بے رغبتی، بدعات سے نفرت، توحید کاملہ کے حصول، خداوند قدوس پر کامل اعتماد و یقین تھا۔ ہر لفظ اندر سے پھوٹ کر نکلتا تھا۔ جو سنتا تھا تاثیر میں ڈوب جاتا تھا۔

کہ ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد۔

حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ کے مواعظ و تصانیف کا سب سے بڑا کمال اور برکت یہ ہے کہ آج صدیاں گذر جانے کے بعد بھی ان کے مضامین دلوں کی دنیا بدل دیتے ہیں اور انسان کے تعلق کو مخلوق سے خالق کی طرف، دنیا سے عقبیٰ کی سمت اور رسوم و بدعات سے احکام الٰہی اور سنت کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ آپ کے مجموعہ وعظ الفتح الربانی کی تاثیر آج بھی دلوں کو گرما دیتی اور آنکھوں کو پرنم بنا دیتی ہیں۔ کاش حضرت محبوب سبحانی نور اللہ مرقدہٗ کے محبین معتقدین حضرت رحمۃ اللہ کی کتابوں کو حرز جان بناتے تو آج بھی حضرت والاؒ کی اصل تعلیمات اور فیوضی برکات سے بہرہ مند ہوجاتے کہ حضرت کا فیض ان میں بند ہے۔ اس طرح پچھلے دور کی غلط رسوم و قیود و بدعات سے محفوظ ہوجاتے اور حقیقت میں حضرت پیران پیرؒ کی اصل محبت و عقیدت یہی ہے کہ ان کی بابرکت تعلیمات و اسوہ کو اپنایا جائے اور جن چیزوں سے حضرت نے منع فرمایا ہے ان سے بچا جائے۔

حضرت سیدنا شیخ جیلانیؒ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے جنکو تقدیر الٰہی اس دنیا میں نیابت نبوت کے لئے چنتی ہے، اسی لئے آپ کی سیرت و اخلاق سید کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق و عادات کا نمونہ تھے۔ آپ کے دیکھنے والے اور معاصرین، آپ کے اونچے اخلاق، بلند حوصلگی، عاجزی و فروتنی، سخاوت و ایثار، نیک نیتی، پاکبازی اور دیگر اوصاف حمیدہ کی تعریف میں متفق ہیں۔

ایک بزرگ جنہوں نے بہت سارے بزرگوں کو دیکھا اور ان کی صحبت اٹھائی ہے کہتے ہیں کہ:۔

میری آنکھوں نے حضرت شیخ عبد القادر سے بڑھ کر خوش اخلاق، فراخ حوصلہ، کریم النفس نرم دل، محبت اور تعلقات کا پاس کرنے والا نہیں دیکھا آپ اپنی بزرگی، مرتبہ کی بلندی اور وسعت علم کے باوجود چھوٹے کی رعایت فرماتے، بڑے کی عزت فرماتے، سلام میں پہل کرتے کمزوروں کے پاس اٹھتے بیٹھتے غریبوں کے پاس تواضع اور عاجزی سے پیش آتے حالانکہ کسی سربرآوردہ یا رئیس کے تعظیماً کھڑے نہیں ہوتے تھے اور نہ کسی وزیر یا حاکم کے دروازے پر کبھی تشریف لے گئے۔

امام ابو عبداللہ الاشبیلی فرماتے ہیں آپ مستجاب الدعوات تھے (اللہ کی محبت وخشیت میں) جلد رو دینے والے، ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے، نرم دل، ہنس مکھ، شریف النفس، بڑے علم والے بلند اخلاق اور عالی دماغ تھے۔ عبادات و مجاہدہ میں آپ کا پایہ بہت بلند ہے۔ تسلیم تفویض اور توحید کامل حضرت مولانا کا خصوصی حال تھا۔ غرض آپ کی ذات حسین اخلاق کا نمونہ بھلائی و نیکی کا نشان اور حضور کا زندہ معجزہ تھا۔ حضرت مولانا صاحب امر بالمعروف اور حق گوئی میں دنیا کی کسی طاقت کی پرواہ نہیں کرتے تھے خلیفہ وقت تک کو خلاف دین بات پر اس طرح ڈانٹ دیتے تھے کہ وہ لرز اٹھتا تھا۔

سرزمین شجاع آباد کے مردِ باخدا

راس الاتقیاء امام الاولیاء حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی نور اللہ مرقدہ کی پاکیزہ زندگی کے چند مختصر واقعات

اہلِ علم و نظر کے لیے لمحۂ فکریہ

یہ چند سطور مولانا رشید احمد مہتمم مدرسہ عربیہ فاروقیہ بستی شجاع آباد کے ارشاد کی تعمیل میں سپردِ قلم کی گئیں

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

موت سے کسی کو بھی رستگاری حاصل نہیں ہے اس دنیائے فانی میں خداوند قدوس کی برگزیدہ مخلوق یعنی انبیاء علیہم السلام جب اس حادثہ سے نہ بچ سکے تو باقی کس شمار و قطار میں ہیں۔

"کل نفس ذائقۃ الموت" فرمانِ خداوندی ہے

مگر بعض بعض نفوسِ قدسیہ کی موت عالم کی موت کہلاتی ہے "موت العالم موت العالم" کیونکہ ان کی اپنی زندگیاں دنیا والوں کے لئے مشعلِ ہدایت۔ مینارۂ نور اور رہنمائے منزل ہوتی ہے۔ مادیت کی بھول بھلیوں میں بھٹکی ہوئی گم کردہ راہ انسانیت اِن کی مقدس تعلیمات اور دعاؤں کے سہارے امن و عافیت و اصلاح نفس کی دولت سے بہرہ مند ہوتی ہے۔

ہرگز نہ میرد آں کس کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم نقش دوام ما

اس طرح کی مقدس ہستیوں میں سے ایک پاکباز ہستی اہالیانِ شجاع آباد کے لئے سرمایۂ فخر و انبساط تھی جو کہ حضرت محمد عبداللہ بہلوی کے نام سے موسوم تھی آپ علوم شریعت و رموز طریقت اور اسرار معرفت کے بحر بے کنار تھے۔ آپ کے وجود سے علم و عمل کی ایسی شمع فروزاں تھی جس سے ہر طالب صادق نے حسب ظرف نور و فیض حاصل کیا...... بالآخر زندگی مستعار کی ۸۵ بہاریں گذار کر ہمیں ہمیشہ کے لئے داغِ مفارقت دے گئے "اِنّا للہ وانا الیہ راجعون"

مقدور ہوں تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

ابتدائی حالات

شجاع آباد شہر سے ۲۷ میل دور بجانب جنوب قصبہ جلال پور پیروالا کے نواح میں ایک موضع بہلی نام کا واقع ہے اور اسی موضع کی نسبت سے وہاں جو بستی بسی یہی ہے بستی بہلی ہی کہلائی جاتی ہے۔ حضرتؒ کی پیدائش اسی بستی کے باسی میاں محمد مسلم کے ہاں ہوئی حضرت کی پیدائش سے قبل ان کے ہاں اولاد پیدا تو ہوتی رہی مگر پیدائش کے چند ماہ بعد فوت ہو جاتی تھی۔ اتفاقاً ایک شب ایک بزرگ بصورت مسافر اس جگہ قیام پذیر ہوئے۔ ان سے عرض مدعا کیا گیا۔ انہوں نے غالباً کشفاً فرمایا کہ غم نہ کرو۔ انشاء اللہ العزیز اب ایک برس بعد بروز منگل آپ کے ہاں ایک سعید الطبع بچہ ہوگا۔ اس کا نام محمد عبداللہ رکھنا۔ وہ بچہ اسلام۔ اہلِ اسلام اور اپنے خاندان کے لئے باعثِ راحت ہوگا۔

واقعی ۱۳۱۳ھ یکم رمضان المبارک بروز منگل یہ سعید الفطرت روح پردۂ عدم سے صفحۂ ہستی پر نمودار ہوئی یہ اتفاق قدرتی ہے کہ جس ذات کبریا نے قرآن شریف ماہ رمضان میں لوح محفوظ سے اس دنیا میں نازل فرمایا تھا اسی ذات کبریا نے معارف قرآنی کی اشاعت مقدس کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے اپنے اس عصر قرآن قاری قرآن معلم قرآن کو اس کائنات ارضی میں اسی ماہ مقدس یعنی رمضان المبارک میں ہی رونق آرائے بزم ہستی کیا۔

"ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشا"

حضرتؒ کے والد مرحوم نے پیدائش سے قبل منت مانی تھی کہ اگر خدائے قدوس نے بیٹا عطا فرمایا تو اسے خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیں گے جیسا کہ والدہ حضرت مریم علیہ السلام نے خدائے قدوس کی بارگاہ میں منت مانی تھی

"رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا"

حضرتؒ کی پیدائش کے بعد اپنی منت کے علاوہ ایک خواہش کا اضافہ کر کے بارگاہِ خدائے قدوس میں عرض کیا کہ یا الٰہ العالمین! جب تک میں اپنے بیٹے کو حصول تعلیم کے بعد منبر نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریر کرتا ہوا نہ دیکھوں تب تک مجھ پر موت وارد نہ ہو۔ اللہ کریم نے ان کی منت بھی قبول کی اور آرزو بھی پوری فرمائی۔ جب حضرتؒ دار العلوم دیوبند سے فارغ ہو کر اپنے وطن مالوف میں تشریف لائے مدرسہ مظہر العلوم کا قیام عمل میں لایا گیا اور اپنی آبائی مسجد میں درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا تو اس کے دو سال بعد آپ کے والد صاحب راہی دار البقا ہوئے۔

حضرتؒ کے والد کا ذریعہ معاش تجارت تھا مگر اپنے اس ہونہار بچہ کے حصولِ تعلیم کے لئے ہمیشہ متفکر اور کوشاں رہے۔ ابتدائی قاعدہ عربیہ سے ختم قرآن مجید تک حضرتؒ نے مولانا قادر بخش شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ ناظرہ پڑھنے کے بعد حفظ قرآن مجید کے لئے مولانا غلام محمد صاحب کی خدمت میں پیش کئے گئے اور اس کے علاوہ غازی پور کے پرائمری

سکول میں اردو تعلیم حاصل کی انہی ایام میں فارسی کی تحفۃ الاحرار بھی سبقاً پڑھی۔ اس کے بعد اپنے آبائی مسکن سے چند میل دور موضع بیٹ نتیھر میں استاد الکل مولانا عبدالرحمٰن قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے اور وہاں تقریباً تین سال تک فقہ شرح وقایہ تک کے علوم حاصل کئے۔ کچھ عرصہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب پونٹوی اور مولانا محمد عظیم صاحب رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے ہاں علمی خوشہ چینی کرنے کے بعد علوم ظاہری کی تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند حاضری دی۔ سال اول تو مختلف ادبی و فقہی علوم حاصل کئے۔ دوسرے سال حدیث شریف کے اسباق کے حصول و تکمیل کے لئے شیخ الہند حضرت محمود الحسن صاحب جو کہ بعد ازاں اسیر مالٹا کے لقب سے ملقب ہوئے تھے کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا مگر ابتدائی تین دنوں کے بعد وہ بہ عزم ادائیگی مناسک حج بیت اللہ شریف عازم سفر حجاز ہوئے اور اسی سفر میں فرنگی سازشوں کا شکار ہو کر بحیرہ روم کے جزیرہ مالٹا میں نظر بند کر دیئے گئے۔ ان کی دیوبند سے روانگی کے بعد حضرت سید انور شاہ صاحب رحؒ اور مولانا حضرت شبیر احمد صاحب عثمانی رحؒ کی سرپرستی ان کو میسر ہوئی۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب کے چشمہ فیض سے بھی فیض یاب ہوئے۔ چند فقہی و ادبی کتابیں جو رہ گئی تھیں ان کی تکمیل کے لئے حضرت مولانا محمد امید صاحب دامانی سے استفادہ حاصل کیا۔

بائیس سال کی عمر میں تمام ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد اپنے وطن مالوف بھلی شریف میں واپس تشریف لائے اور ایک دینی درسگاہ مظہر العلوم کے نام سے قائم فرمائی۔ اہتمام درسگاہ تعلیم و تعلم کے فرائض خود ہی بلا اجرت و بلا طمع فی سبیل اللہ بجا لاتے رہے۔ علاقہ کے مقامی زمیندار نے آپ کی ان کاوشوں سے متاثر ہو کر مدرسہ کے طلباء کے قیام کے لئے کمرے و مسجد بنانے کے لئے اپنی قیمتی اراضی وقف کر دینے میں کوئی توقف و تعرض نہ کیا۔ حضرت رحؒ نے چالیس سال تک اسی طرح فی سبیل اللہ قرآن و حدیث کی خدمت کر کے بارگاہ خداوندی میں سرخ روئی اور علاقہ میں ناموری حاصل کی۔ اس کار خیر کی بجا آوری میں کسی سے دست سوال دراز نہیں۔ ہمیشہ استغنا سے زندگی بسر کی۔ نہ تدریس کی تنخواہ لیتے تھے اور نہ اہتمام کی۔

حضرت کی زندگی بچپن سے ہی موحدانہ و مومنانہ تھی۔ بدعات و رسومات باطلہ اور مزارات پرستی سے طبعی نفرت تھی۔ انسانی حقوق کے زیاں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ تمام اساتذہ صاحب علم و عمل میسر آئے۔ ان کی فیض صحبت کے صدقے ذات کبریا سے محبت اور جذبہ اطاعت نبی علیہ السلام میں دن بدن ترقی ہوتی گئی۔ قدرتی جوہر طبیعت میں پہلے تھا اساتذہ کی فیض تربیت سے اور نمایاں ہوتا گیا۔ دارالعلوم دیوبند پہنچ کر علوم ظاہری کی تکمیل کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ صاحبان رشد و ہدایت سے سابقہ رہا۔ حضرت مولانا غلام حسین صاحب جو کہ کان پور کے تھے کے ایماء سے اپنے استاد حضرت مولانا محمد امیر صاحب دامانی جو کہ ان ایام میں تحصیل لودھراں میں مقیم تھے کے حلقہ سلوک میں داخل ہو گئے۔

مگر خدا طلبی۔ بلا طلبی سے ابتدا واسطہ پڑ گیا۔ ابھی آپ ابتدائی اسباق میں تھے کہ آپ کے مرشد مرحوم بعض ناگریز و ناشدنی واقعات کی بنا پر حکومت وقت کے حکم سے لودھراں چھوڑ اپنے آبائی مسکن روڑہ شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں نظر بند کر دیئے گئے۔ حضرت کی پریشانی خاطر بڑھی۔ اسی اثنا میں حضرت فضل علی شاہ صاحب قریشی مسکین پور شریف کے ہاں حاضری دی۔ انہوں نے جوہر قابل سمجھ کر پوری توجہ فرمائی۔ ولایت کبریٰ تک اسباق ہو گئے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خلافت مرحمت فرمائی۔ مگر شوق و تجسس علوم روحانی بڑھتا گیا کہ ایک نامعلوم شخص جو کہ نظر بظاہر قرآن حکیم کے ابتدائی پاروں کا طالب علم تھا نے توجہ دی۔ سلسلہ قادریہ مجددیہ میں تمام لطائف طے کرائے اور اجازت بخشی۔ اس کے علاوہ حکم دیا کہ وہ ان کے مرشد مولانا امیر علی صاحب گجرات کاٹھیاواڑ کی خدمت میں پہنچیں۔ حضرت وہاں پہنچے اور اجازت طریقت حاصل کی مگر طبیعت کی روانی عشق الٰہی کا سیل بے پناہ رکنے کا نام نہ لیتا تھا۔ بلوچستان میں چشمہ شریف کے ایک بزرگ مولانا محمد عمر جان قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے توجہ فرمائی اور بشارت مشرب محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دی۔ نیز حکم دیا کہ اب وہ اپنے اولیں مرشد مولانا محمد امیر صاحب دامانی کی خدمت میں روڑہ شریف پہنچیں۔ بہ ہزار ندامت اور شرمساری اپنے اولیں مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بہ کمال مہربانی اپنے اس روحانی بیٹے پر خصوصی توجہ فرما کر جملہ سلاسل تصوف یعنی نقشبندیہ قادریہ مجددیہ واحدیہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ کبرویہ۔ مداریہ۔ قلندریہ۔ شطاریہ کی اجازت فرمائی نیز ہدایت فرمائی کہ تصوف میں عقدہ کشائی کے لئے مولانا حسین علی صاحب کے ہاں واں بھچراں ضلع میانوالی حاضری دیا کریں۔ ان کے ہاں پہنچ کر ان کے حلقہ درس قرآن میں شامل ہوئے تو احساس ہوا کہ اگرچہ وہ بزعم خود عالم دین ہیں، تفاسیر پڑھاتے رہے مگر یہاں تو معاملہ ہی دوسرا پایا۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب نے آپ کی عقدہ کشائی فرمائی اور سلاسل جملہ میں اپنی طرف سے اجازت مرحمت فرمائی۔ وہاں ترجمہ قرآن پڑھنے کے بعد دوسرے سال پاکستان کے پاکباز انسان حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری کے ہاں ترجمہ قرآن شریف کے لئے حاضری دی اور ان کی معرفت ان کے مرشد مولانا تاج محمود صاحب امروٹی سے رابطہ نیاز قائم کیا۔

مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ تصوف کی وادی سنگلاخ و خارزار میں علوم باطنی کی تکمیل میں کثرت جادہ پیمائی کے باوجود طبیعت کا سکون مل گیا اور عشق ربانی کی وجہ سے اضطراب روحانی بڑھتا گیا مختلف چشمہ ہائے صافی سے فیض روحانی حاصل کرنے اور خرقہ خلافت مرحمت ہونے اور صاحب اجازت ہونے کے باوجود ذوق بے خودی میں اضافہ فزوں تر ہوتا گیا حتےٰ کہ سفر حجاز کا موقعہ میسر آیا وہاں پر تسکین خاطر غائبانہ یوں حاصل ہوئی کہ وہاں ایک صاحب باطن سے مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ملاقات ہوئی۔ ان کی تقریر سے تمام خدشات یکے بعد دیگرے ختم ہو گئے اور اضطراب قلبی نے اطمینان پایا۔ اسی اثناء میں ان جملہ اکابر کے علاوہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ سے ربط و ضبط رکھا۔ ان سے بھی اصلاح نفس حاصل کی اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کا خرقہ خلافت بھی مرحمت ہوا۔

آپ اپنی زندگی میں سات بار حج بیت اللہ شریف و زیارت روضہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ ایک دفعہ عمرہ کے لئے گئے۔ ساری عمر تعلیم و تعلم۔ درس و تدریس ذکر اذکار۔ تلقین رشد و ہدایت و اصلاح نفس میں بسر کر دی تحقیق و تجسس کی اس مجاہدانہ عادت و ریاضت سے وہ جملہ علوم

ظاہری و باطنی کے بحرِ بے پایاں کنار بن گئے حتی کہ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہٗ نے ان کو امام تصوف کے لقب سے ملقب فرمایا اور کمال یہ ہے کہ جس کا اعتراف خواص و عوام ہر ایک کو ہے کہ جملہ علوم شریعت و طریقیت اور واقف اسرار رموز معرفت میں یکتا و گوہر یک دانہ ہونے کے باوجود مزاج میں انکساری بدرجہ اتم موجود تھی۔ علم کے ایسے سمندر تھے جس میں مدوجزر نام کو نہ تھی۔ پیرانہ سالی۔ بدنی نقاہت اور مسلسل علالت کے باوجود آخری دم تک قال اللہ و قال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھا۔ تبلیغ دین۔ اشاعت قرآن حکیم مقصدِ زندگی رہا۔ سنت نبوی علیہ السلام کے مطابق زندگی کے لیل و نہار گذارنے میں اپنا ذہنی و قلبی سکون سمجھا۔ ہر کس و ناکس سے شفقت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سا سلوک فرماتے۔ علماء کی حد درجہ عزت و احترام کرتے۔ ان کے ہاں بریلوی۔ دیوبندی نزاع نام کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اپنے مخصوص منکسرانہ انداز میں فرمایا کرتے تھے کہ بابا! ہم نے یہ نزاعی مسائل پڑھے نہیں تھے۔ مخالفوں کو ہمیشہ گلے لگایا۔

آپ کی شہرت علمی اور عظمت روحانی سے متاثر ہو کر اہالیان شجاع آباد کے چند احباب نے حضرت کو عرض کیا اور ترغیب دی کہ وہ اپنے آبائی دیہاتی وطن کو چھوڑ کر شہر شجاع آباد میں قیام پذیر ہوں تو اس تقاضے کے پیش نظر آپ نے ۱۳۷۳ھ میں شہر کی مضافات میں ایک بستی حبیب آباد کے نام سے قائم کی اور اس میں مستقل رہائش اختیار کرنے کے علاوہ مدرسہ عربیہ اشرف العلوم کی بنیاد رکھی نیز اسباقِ سلوک حاصل کرنے والے متوسلین کے لئے ایک مہمان خانہ بھی تعمیر کرایا۔ ہر سال سالانہ جلسہ مدرسہ کے علاوہ اہل سلوک کا دو روزہ اجتماع بھی ہوتا ہے۔

حیاۃ الانبیاءؑ کے سلسلہ میں جب عوام تو کجا خواص تک کے ذہن بھی الجھنے لگے تو حضرت نے اپنے تحقیقی مسلک کے مطابق ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور نہایت ہی متانت اور سنجیدگی سے عقدہ کشائی فرمائی۔

۱۹۷۰ء کے زمانہ انتخاب میں جمعیت العلماء الاسلام پاکستان کی طرف سے حلقہ شجاع آباد مرکزی اسمبلی کی نشست کے لئے امیدوار نامزد کئے گئے تو بے سروسامانی پیرانہ سالی، علمی اور روحانی مصروفیتوں کے باوجود معرکہ آرا ہوئے۔

کرامات:

حضرتؒ کی کرامات بے شمار ہیں جن کا احاطہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ ان کے کسی مجاز خلیفہ کا فرض ہے کہ وہ اس معاملے میں سبقت کریں۔ دو واقعات راقم الحروف کے ذاتی ہیں جن کا اظہار کیا جاتا ہے۔

۱۹۴۷ء میں جبکہ ہندوستان کا بٹوارہ ہوا بھارت اور پاکستان کی دو علیحدہ مملکتیں عملاً معرضِ وجود میں آئیں۔ تقسیم ملک تک راقم الحروف جماعت مجلس احرار اسلام سے منسلک رہا۔ احرار بھی دوسری نیشنلسٹ جماعتوں کی طرح تقسیم ملک کے خلاف تھے۔ مگر قوم نے "مسلم لیگ" کے حق میں فتویٰ صادر فرمایا اور پاکستان کا وجود عمل میں آیا۔ اس زمانے میں علمار حقہ کی انتہائی تذلیل کی گئی۔ بٹوارے میں قتل عام ہوا۔ عصمتوں کا زیاں۔ جان و مال کا اتلاف میرے لئے ذہنی صدمہ بن گیا۔ ان صدموں کے تسلسل نے میرے لئے الحاد کی راہ کھول دی۔

عقائد وہم ہیں مذہب خیالِ خام ہے ساقی
ازل سے ذہنِ انساں بستۂ اوہام ہے ساقی

جیسے فرسودہ اشعار میری نوک زبان پر جاری رہنے لگے۔ احکام اسلامی بجالانے سے عملاً انکاری ہو گیا۔ اسی اثنار میں چند احباب کے تقاضے کے پیش نظر مجھے حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔ پہلے دن تو اٹھ کر چلا آیا۔ کئی دن بعد پھر طبیعت میں امنگ پیدا ہوئی اور ان کی خدمت میں حاضری کی ترغیب ہوئی۔ کشاں کشاں وہاں پہنچا۔ سادہ مزاج انسان مگر فیضانِ نظر کا شہنشاہ مسجد کی چٹائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ رسمی علیک سلیک کے بعد اپنے روایتی انکسارانہ لہجہ میں مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا "خاں صاحب! نماز پڑھا کرو۔ آپ کے خیالاتِ فاسدہ یکسر ختم ہو جائیں گے۔ حالانکہ میں نے اپنی ژولیدہ فکری اور اپنے خیالاتِ فاسدہ کا اظہار ان سے قطعاً نہیں کیا تھا۔ نیز تلقین فرمائی کہ رات کو سوتے وقت دعائے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پڑھ کر اپنے جسم پر دم کر کے سو جایا کرو۔ تعمیل ارشاد کی خاطر کبھی تو پڑھتا اور کبھی بھول بھی جاتا۔ مگر قدرت خداوندی ملاحظہ فرمائیے! میرے ذہن سے وہ خبط اور بیہودگی آہستہ آہستہ خود بخود زائل ہونی شروع ہوگئی۔ میرا آنا جانا بڑھتا گیا۔ ادھر فیضانِ نظر میں اضافہ ہوتا گیا۔

تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرنے میں مجھے کوئی باک نہیں کہ آج الحمدللہ بالفضل خداوند ایزد متعال نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد بھی ادا ہو جاتی ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ میری چھ فٹ کی چلتی پھرتی زندہ لاش ان کی کرامت کے طفیل گمراہی سے نکل کر آج صراطِ مستقیم پر کھڑی ہے آئندہ بھی خدا تعالیٰ کو لاج ہے کہ وہی فضل فرمائیں گے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ
شُرُوْرِ نَفْسِیْ" (آمین)

روحانی اولاد کی تربیت کچھ اس انداز سے ہوئی کہ دماغ عش عش کر اٹھتا اور وجدان تصور میں محو رقص نظر آتا۔ ہر متوسل پر نگاہ فیض ہوتی ہوگی لیکن راقم الحروف کا دوسرا واقعہ بھی اس ضمن میں سن لیجئے۔

حضرت کا معمول تھا کہ ہر سال شعبان و رمضان کے مبارک مہینوں میں تفسیر و ترجمہ قرآن کا درس علماء کو دیا کرتے تھے۔ یہ ان کے روزانہ کے درس کے علاوہ ہوتا تھا۔ اس میں درس نظامی کے فارغ التحصیل دور دراز کے علماء کرام حاضر ہو کر اس چشمہ ہدایت سے فیض یاب ہوتے تھے۔ علماء کرام کے علاوہ حضرت اپنے ملنے جلنے والے لوگوں سے بالعموم اور متوسلین سے بالخصوص ازراہ انکسار و نیاز درخواست کرتے تھے کہ وہ درس میں حاضر ہوا کریں۔ راقم الحروف اپنے گھر سے ترجمہ سننے کے عزم سے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک فقیر کی کٹیا پڑتی تھی۔ اس کی ایک ناکتخدا مگر جوان لڑکی تھی جو کہ اپنی شکل و صورت کے لحاظ سے معمولی تھی۔ میری نیت میں کوئی فتور نہ تھا مگر ازراہ تجسس غلط نگاہ اس پر پڑ گئی کہ کیا یہ لڑکی جوان ہو چکی ہے یا نہ؟ راقم الحروف اس کے بعد جب حضرت کے درس میں جا کر شامل ہوا اس وقت "سورہ یوسف" زیر تفسیر و ترجمہ تھی۔ جناب "حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا" کے مکالمہ والی جگہ کا سبق تھا۔ جناب یوسف علیہ السلام کے فرمائے کلمات "معاذ اللہ" کا مطلب بیان فرمانے کے بعد یوں فرمایا

"بھائی! اب تو ہمارے یہ حالت ہے کہ بالکل سیاہ فام عورت کو سر راہ کھڑے ہو کر تجسس کی نگاہ سے تاکتے ہیں کہ جوان ہوئی ہے یا نہ؟"

یہ الفاظ انہوں نے کچھ اس انداز سے فرمائے کہ میں ندامت سے عرق عرق ہو گیا۔ میرے ضمیر نے

نے مجھے ملامت کی۔ دل چاہتا تھا کہ زمین شق ہو جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔ لیکن مقاً غالباً میری ندامت کو محسوس کرتے ہوئے تھوڑے توقف کے بعد نہایت انکسار کے ساتھ فرمایا کہ

"یار! تم تو جوان ہو۔ نیک ہو گے مجھ بوڑھے میں یہ تمام عیب ہیں۔ دعا کیا کرو کہ خداوند قدوس ہم سب کو سیدھا فرماویں"۔

قارئین کرام اندازہ لگائیے اس سادگی اور انکسار کا۔ مسئلہ سمجھانے کی اہلیت ان میں کس قدر تھی۔ بظاہر یہی جھڑکنا۔ ڈانٹنا اور گنہ گار کے خوب لتے لینا سامنے متمم کے بے شمار واقعات و حالات ہیں۔ اپنے ہر متوسل کے اصلاح نفس و اخلاق پر خصوصی توجہ ہوتی تھی۔

وفات کے ایک ماہ قبل راقم الحروف ان کی خدمت میں پہنچا کیونکہ وہ اب مجموعۂ عوارض بن چکے تھے۔ بینائی زائل ہو گئی تھی اس لئے ہر آنے والا ملاقاتی اپنا تعارف کراتا۔ تقریباً تیس ۳۵ پینتیس اشخاص کا مجموعہ ان کے گرد چارپائیوں پر موجود تھا۔ تلقین و ہدایت شروع کر دی۔ فرمایا:

"دوستو! قرآن کو نہ چھوڑنا اور حدیث کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ اگر خدانخواستہ زندگی میں مجھ سے کوئی عمل قرآن و سنت کے خلاف بھولے پنے میں سرزد ہو گیا ہو تو مجھے بھولا ہوا قرار دینا مگر خود قرآن و حدیث کو نہ بھولنا"۔ یہ تلقین کچھ اس انداز سے فرمائی خود آبدیدہ ہو گئے اور مجمع پر گریہ طاری ہو گیا۔

صاحب درس و ارشاد ہونے کی وجہ سے متوسلین و مریدین کا ہمیشہ تانتا بندھا رہتا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے خاص پیار تھا۔ یہی ان کی عام تعلیم تھی۔ اگر کوئی خواہشمند کسی دوسرے سلسلہ میں اسباق حاصل کرنا چاہتا تو اس کی حسب خواہش اس کی رہبری کی جاتی۔ اصلاح اخلاق کی طرف نہایت شائستگی و شستگی سے توجہ فرماتے۔

رسالہ "ترجمان اسلام" کے اوراق ان تذکار مقدس کو سمیٹنے سے قاصر ہیں۔ لہذا طوالت مضمون کے خوف کے پیش نظر ان کی رحلت بیان کر کے ختم کرتا ہوں۔

حضرت نے اپنی حیات مستعار میں ریاضتیں اور مجاہدے اس قدر کئے کہ قوائے جسمانی میں اضمحلال پیدا ہو گیا۔ عرصہ سے صاحب فراش ہو گئے۔ بینائی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ گردے یکسر ختم ہو گئے بالآخر وہی وقت آ گیا جس کا خطرہ تھا۔ اطباء نے پوری توجہ سے علاج معالجہ کیا مگر بالآخر موت وارد ہو گئی۔ شجاع آباد کے یہ مقدس و پاکباز انسان حضور نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق حتی المقدور اپنی زندگی گزارنے والا انسان ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔

شجاع آباد کی تاریخ میں ان کے جنازہ سے بڑھ کر کسی جنازہ پر مجمع کثیر نہیں دیکھا گیا۔ قاضی احسان احمد مرحوم کے جنازہ کے بعد یہ دوسرا جنازہ جو کہ ان سے کئی گنا بڑھ کر انبوہ انسانیت پر مشتمل تھا۔ لاریب! خدائے قدوس کے پاک فرشتے بھی اس پاکباز انسان کے نماز جنازہ میں شریک ہوئے ہوں گے کم و بیش ساڑھے چار بجے شام جنازہ کا جلوس ایک وسیع میدان میں پہنچا۔ اندازاً چالیس پچاس ہزار انسانوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا درخواستی مدظلہ نے امامت کے فرائض انجام دیئے اگر ریڈیو پاکستان ان کی وفات کی خبر بروقت نشر کر دیتا تو یقیناً انسانوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی۔ پشاور و گلگت سے کراچی تک کے لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوتے۔ نماز کے بعد متوسلین مریدین نے اپنے محبوب شیخ کو کاندھوں پر اٹھا کر قبر پر پہنچایا۔ ان کی قبر بستی حبیب آباد کی مسجد کے جنوب میں تیار کی گئی۔ نماز مغرب کے بعد حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ اور دوسرے معتقدین نے "اکابر دیوبند" کی اس مقدس امانت کو لحد میں اتار دیا۔ اس طرح غروب آفتاب کے ساتھ عمل و عرفان کا یہ آفتاب ہماری نظروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو گیا۔

اک آسرا اعتقاد پہ کا باقی، سو مٹ گیا
سنتے تھے بند روزنِ دیوار کر دیا

اہلیانِ شجاع آباد بالعموم اور متوسلین حضرت کے قلوب و اذہان بالخصوص مجروح ہیں بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ فضا و ہوا بھی شریکِ رنج و غم ہیں — حبیب آباد مدرسہ پر غم طاری ہے۔ ہر کوئی بزبانِ حال یہ پکار رہا ہے۔

اے خطہ فردوس کے راہی، تو پلٹ آ
یہ دنیا تری یاد میں نوحہ کناں ہے

جرائم روز افزوں ہیں اور عام لوگ عدم تحفظ کا شکار ہیں: مفتی محمود

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے جمعیۃ کے مرکزی دفتر سے رابطہ کے بعد ایک بیان میں ملک بھر میں جرائم پیشہ افراد کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ ہنگامی بنیادوں پر اس قسم کے افراد کا محاسبہ کیا جائے تاکہ یہ لوگ عوام کی جان و مال سے نہ کھیل سکیں۔ انہوں نے کہا کہ لاہور، کراچی اور فیصل آباد میں گذشتہ چند دنوں میں معصوم بچوں کو جس بے دردی سے قتل کیا گیا وہ ملک کی انتظامیہ کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ آخر مارشل لاء کے دور میں اس قسم کے افراد کس برتے پر اتنی جرأت کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ مفتی صاحب نے کہا کہ ان واقعات کے علاوہ بھی ملک میں جرائم روز افزوں ہیں اور عام لوگ اس قسم کی شکایات کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ عدم تحفظ کا شکار ہیں اور ظاہر ہے کہ جب کسی ملک کے افراد عدم تحفظ کا شکار ہو جاتے ہیں تو یہ صورت حال اس ملک اور قوم کے لئے المیہ سے کم نہیں ہوتی۔

مفتی صاحب نے اپنے بیان میں مسلمانان پاکستان سے اپیل کی کہ وہ جرائم پیشہ افراد کے خلاف منظم جدوجہد کے لئے تیار ہو جائیں اور انتظامیہ کا کسی درجہ کا بھی کوئی آدمی اگر اس قسم کے افراد کی پشت پناہی کرتے پایا جائے تو اس کے متعلق مصدقہ اطلاعات بہم پہنچائی جائیں۔ انہوں نے معصوم بچی ترنم کے بہیمانہ قتل کے ردعمل کے پیش نظر کراچی میں احتجاجی مظاہرے کرنے والے لوگوں کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا اور کہا کہ سنگین جرائم کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرنے والے لوگوں کی پکڑ دھکڑ عدل و انصاف کے منافی ہے۔

مولانا مفتی محمود نے مولانا شاہ احمد نورانی کے اس بیان پر سخت افسوس کا اظہار کیا جس میں انہوں نے ان کی سرگرمیوں کو پی این اے کے اتحاد کے لئے نقصان دہ قرار دیا ہے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ ملک کی مختلف جماعتوں نے نظام مصطفٰےؐ کے عظیم مقصد کے لئے جس مثالی اتحاد کا مظاہرہ کیا تھا اسکو خراب کرنے کی کوشش اس سے پہلے ایک جماعت کی طرف سے ہوئی لیکن اسے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ اصل طاقت اتحاد کی تھی کسی جماعت یا فرد کی نہیں، اب نورانی میاں اسی راہ پر چل رہے ہیں اور ہماری طرف سے مثبت پیشکش کے باوجود الزام تراشی کر رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ قومی اتحاد میری یا کسی کی جاگیر نہیں کہ ایک فرد دوسرے کو عہدہ دلانے کے لئے استعفیٰ کی پیشکش کرے۔ میری پیشکش اتحاد کے لئے ہے ولی خان یا کسی فرد کے لئے نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تاثر دینا کہ جمعیت علماءِ پاکستان کے بعد قومی اتحاد جمہوری محاذ رہ جائیگا غلط ہے کیونکہ ایک جماعت این ڈی پی بھی ہے جو جمہوری محاذ میں شامل نہیں تھی۔ انہوں نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ ولی خان اور میرے قائد ... ذہب اختلاف ہوتے ہوئے سیکرٹری کی حیثیت سے فرائض سرانجام دینے اور ایک ... یت مل کر کام کرنے کے بعد اب نورانی صاحب پر ہماری ملک دشمنی کا راز کھلا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے اکابر نے آزادیٔ وطن کے لئے جو جدوجہد کی وہ تاریخ آزادی کا زوال باب ہے جسے جھٹلانا آسان نہیں لیکن اب ایسے لوگ الزام تراشی کر رہے ہیں جن کا پس منظر ماضی معلوم ہے۔

عبوری حکومت نے اپنے دورِ اقتدار میں ابھی تک نظامِ مصطفٰےؐ کیلئے ٹھوس کام نہیں کیا۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے بعد ہر شخص اطمینان کی زندگی بسر کریگا: مولانا سراج احمد دین پوری

ضلع رحیم یار خان میں سیم تھور کا بندوبست کیا جائے: مولانا غلام ربانی

چینی کھلی مارکیٹ میں فروخت کی جائے: مولانا قاری حماد اللہ شفیق

گذشتہ روز مورخہ ۴-۵ فروری ۱۹۷۸ء کو جمعیۃ علماءِ اسلام اور پاکستان قومی اتحاد کے قومی اسمبلی کے سابق امیدوار جناب پیرزادہ میاں سراج احمد دین پوری کی قیادت میں چھ رکنی وفد جس میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام ربانی امیر ضلعی جمعیۃ مولانا غلام مصطفٰے ضلعی جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری مولانا قاری حماد اللہ شفیق ناظم جمعیۃ راقم الحروف اور مولانا عاشق الٰہی جام رشید احمد نے تحصیل صادق آباد اور تحصیل رحیم یار خان کا دورہ کیا جس میں حلقہ میرے شاہ میں جناب مولانا محمد عثمان مہتمم مدرسہ خدام القرآن مولانا عبدالغفور صاحب، مولانا اسد اللہ صاحب سے ملاقات کی اور ساتذہ علاقائی عوام سے ملاقات کی اور جماعتی تنظیم کے بارے میں بات چیت ہوئی۔

کچہ بھٹہ۔ صادق آباد۔ ماچھی گوٹھ۔ بندر عباسیان۔ چک ۱۹۵ بارہ پتھل ۲۷۰۰۰ پتھل حسن خان۔ پتھل خیر محمد بنگلہ رکن پور میں جماعتی تنظیمی دورہ ہوا۔ ان اجتماعات میں کاشتکار، مزارعین اور مزدوروں نے شرکت کی۔

ان اجتماعات میں جناب پیرزادہ مولانا سراج احمد دین پوری نے کہا کہ عبوری حکومت جو اسلام کے نام پر آئی تھی ابھی تک اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوئی خدمت نہیں کی ہے۔ ملک میں بے چینی بڑھ گئی ہے۔ رشوت زوروں پر ہے۔ عوام کو انتظامیہ دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہی ہے اور انتظامیہ یہ نہیں چاہتی کہ عبوری حکومت کسی کام میں کامیاب ہو۔

مولانا غلام ربانی صاحب نے مطالبہ کیا کہ ضلع رحیم یار خان صوبہ پنجاب میں بہترین زرعی علاقہ ہے لیکن سیم اور تھور بہت زیادہ ہو رہا ہے اس لئے سیم تھور کا انسداد کیا جائے تاکہ ملکی معیشت ترقی پر ہو اور ملکی معیشت میں کمی نہ ہو۔

مولانا قاری حماد اللہ شفیق نے اپنے خطاب کے دوران اس بات پر زور دیا کہ ڈپو ہولڈروں کو ختم کر کے چینی کو کھلی منڈی میں فروخت کیا جائے تاکہ عوام کی بے چینی دور ہو۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ کھاد سیمنٹ جو کہ عوام کی روزمرہ کی اشیاء ہیں انہیں عام کیا جائے۔

ان اجتماعات میں مولانا غلام مصطفٰے نے بھی خطاب کیا اور کہا ضلع رحیم یار خان کے قصبات میں بجلی فراہم کی جائے اور بڑے بڑے قصبات میں چھوٹی چھوٹی صنعتیں قائم کر کے مزدوروں کو بے روزگاری سے بچایا جائے۔ ان اجتماعات میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ بڑے قصبات میں ہیلتھ سینٹر بھی کھولے جائیں۔

فہرست اسماء گرامی معطیان برائے تعمیر دفتر ضلعی جمعیۃ
معرفت مولوی منظور الحق صاحب رحمانی مبلغ ضلع

نام	رقم
مسلمانان لنگڑ ہٹہ بذریعہ خان اصغر خانصاحب	۴۴۲-۰۰
حاجی محمد امین محمد حسین محمد اسعد	
محمد اقبال صاحبان مٹھل بجیب	۱۰۰۰-۰۰
مولانا بشیر احمد صاحب	۵۰۰-۰۰
میاں غلام حسین صاحب قریشی	
نواں شہر ملتان	۱۰۰۰-۰۰
مسلمانان جمعیۃ لہوڑ علاقہ دنیاپور	۲۶۷-۰۰
معرفت مولانا محمد یوسف صاحب	
میاں چنوں	۲۰۹-۰۰
معرفت مولوی عطا محمد و میاں	
عبدالرزاق صاحب	۱۴۹-۰۰
معرفت مولوی عبدالحیٔ صاحب	
جسو کانواں کبیروالا	۱۱۵-۰۰
حاجی عطا محمد صاحب مٹھل بجیب	۵۰۰-۰۰
معرفت مولانا امان اللہ صاحب	
کوٹ دلی چند	۸۶۳-۰۰
معرفت مولوی عبدالکریم، خطیب	
جامع مسجد کبیروالا	۲۳۲-۰۰
معرفت ڈاکٹر محمد نواز صاحب	
موضع بلوچاں کبیروالا	۳۶۰-۰۰
حکیم حبیب احمد صاحب کہروڑ پکا	۱۰۳۸-۰۰
شیخ محمد صفدر صاحب 〃	۱۰۰۰-۰۰
متفرق چندہ بذریعہ مولانا اللہ بخش صاحب	
خطیب جلہ ارائیں	۶۰۱-۵۰
صوفی اللہ داد صاحب	
جلہ ارائیں لودھراں	۲۵۰-۰۰
حاجی عبدالستار و حاجی محمد رفیق صاحبان	
جلہ ارائیں	۱۰۰۰-۰۰
حاجی محمد سعید صاحب 〃	۵۰۰-۰۰
حاجی محمد خلیل صاحب 〃	۵۰۰-۰۰
ڈاکٹر عبدالعزیز و عبدالمجید صاحبان 〃	۳۰۰-۰۰
حاجی شیخ اللہ رکھا صاحب	۱۰۰-۰۰
حاجی اللہ دتہ صاحب سیٹھی	۱۰۰-۰۰
حاجی کریم بخش صاحب راجپوت والا	۷۰-۰۰
ڈاکٹر محمد شریف صاحب جلہ ارائیں	۱۰۰-۰۰
حافظ محمد حنیف صاحب چک ۳۶ لودھراں	۵۰-۰۰
میاں محمد یسین صاحب جلہ ارائیں	۱۰۰-۰۰
میاں رازق بخش صاحب 〃	۵۰-۰۰
منشی رازق بخش صاحب	۲۵-۰۰
حافظ علی محمد صاحب	۵۰-۰۰
	۱۱۴۳۸-۵۰
خان عبدالغفور خانصاحب لودھی لودھراں	۱۰۰۰-۰۰
میاں محمد شریف صاحب جلہ ارائیں 〃	۲۰۰-۰۰
میاں محمد شفیع صاحب 〃 〃	۵۰-۰۰
حافظ عبدالرزاق صاحب 〃 〃	۲۰۰-۰۰
الحاج میاں واحد بخش صاحب 〃 〃	۵۰۰-۰۰
الحاج پیر بخش صاحب جوئیہ 〃 〃	۵۰-۰۰
حاجی مشتاق حسین صاحب گردیزی سالار واہن کبیروالہ	۱۰۰-۰۰
مولانا در محمد شاہ صاحب خطیب مخدوم عالی 〃	۵۰-۰۰
حاجی نذر دین صاحب نشاط روڈ ملتان	۱۰۰-۰۰
حاجی شمس الدین صاحب کبیروالہ	۵۰-۰۰
میاں ارشاد احمد صاحب 〃	۱۰۰-۰۰
متفرق چندہ دارالحدیث قاسم العلوم ملتان	
بر موقع استقبالیہ حضرت مولانا عبید اللہ انور	۴۲-۰۰
متفرق چندہ مسجد فاروقیہ شجاع آباد	۴۰-۷۵
سید محمد رشید عباس صاحب گردیزی امیر ضلع	۱۰۰-۰۰
متفرق چندہ آڑھتی کبیروالہ	۵۵-۰۰
الحاج مولی بخش صاحب ذخیرہ علاقہ دنیاپور	۱۰۰-۰۰
جناب غلام فرید صاحب آئل مرچنٹ بوہڑ گیٹ ملتان	۵۰۰-۰۰
الحاج عبدالرشید خاں کھتراں 〃 〃	۵۰۰-۰۰
الحاج غلام قاسم خانصاحب ڈیرہ غازیخان	۱۰۰-۰۰
خان محمد افضل صاحب لغاری تیہ مظفر گڑھ	۱۰۰-۰۰
چوہدری فرزند علی صاحب چک ۱۱۲ جہانیاں	۱۲۰۰-۰۰
قومی اتحاد چک ۱۱۳ 〃	۸۰۰-۰۰
قاضی دلشاد احمد صاحب تونسہ شریف	۵۰-۰۰
اورنگ زیب ڈیرہ غازی خان	۱۰-۰۰
حافظ محمد یوسف صاحب جہانیاں	۳۰۰-۰۰
محمد عبداللہ صاحب 〃	۱۰۰-۰۰
محمد عمر اینڈ کمپنی	۱۰۰-۰۰
متفرق چندہ 〃	۱۲۳-۰۰
خدا بخش صاحب فاروقی جلال پور پیروالہ	۲۵-۰۰
	۶۶۴۵-۷۵
کل میزان	۱۸۰۸۴-۲۵

جمعیۃ علماء اسلام
آمد و صرف ۱۳۹۷ھ

مد	رقم
بقیہ سال سے آمد	۴۹۴۲-۱۶
آمد سنہ ۱۳۹۷ھ	۳۱۳۴۴-۶۴
	۳۶۲۸۶-۸۰
اخراجات تعمیر دفتر	۷۱۴-۴۷
رسید بک	۱۴۵-۰۰
ٹیلیفون	۷۲۰۵-۴۴
نشر و اشاعت	۸۰۷-۰۰
امانت صوبائی جمعیۃ	۱۰۰۰-۰۰
سٹیشنری	۱۲۸-۰۰
مہمانداری	۹۵۲-۳۹
بل بجلی	۵۷۲-۷۶
کرایہ مکان	۴۷۵۰-۰۰
سفر کھاتہ	۳۰۴۵-۲۶
متفرق	۶۳۱-۳۰
الیکشن اخراجات	۳۹-۲۲
خدمت خلق	۷۹۶-۲۰
مشاہرات	۷۲۳۵-۰۰
پیروی مقدمات	۶۷۰-۰۰
	۲۸۶۹۲-۰۴
بقایا	۷۵۹۴-۷۶
	۳۶۲۸۶-۸۰

گوشوارہ

مد	رقم
نقد موجودہ مولانا عبدالقادر قاسمی	۱۶۱۱-۲۶
〃 〃 بنک	۱۲۵۰۰-۰۰
قرض حسنہ ملک رحیم داد مالک مکان	۲۵۶۷-۵۰
〃 〃 خواجہ عبدالرؤف	۱۲۵۰-۰۰
〃 〃 جمعیۃ علماء اسلام میاں چنوں	۵۰۰-۰۰
〃 〃 مولانا منظور الحق رحمانی	۶۶۶-۰۰
	۱۹۰۹۴-۷۶
آمدن کھاتہ بقایا از سال ۱۳۹۷ھ	۷۵۹۴-۷۶
قرض حسنہ	۱۰۰۰-۰۰
تعمیر دفتر فنڈ	۱۰۵۰۰-۰۰
	۱۹۰۹۴-۷۶

ضلع رحیم یارخان میں سیرت کانفرنسیں

جمیعۃ علماءِ اسلام صوبہ پنجاب کے فیصلہ کے مطابق یکم ربیع الاول کو ضلع رحیم یار خان میں چار مقامات پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلسوں کا انعقاد کیا گیا۔

لیاقت پور شہر: جمیعۃ علماءِ اسلام پنجاب کے جنرل سیکریٹری مولانا قاری نورالحق قریشی ایڈوکیٹ مولانا محمد لقمان ناظم جمیعۃ پنجاب مولانا غلام مصطفےٰ بھاولپوری جب لیاقت پور شہر میں داخل ہوئے تو جمیعۃ علماءِ اسلام ضلع رحیم یار خان کے سکریٹری اطلاعات مولانا محمد بشیر اختر جنرل سیکریٹری مولانا غلام مصطفےٰ مولانا بشیر احمد اور رئیس مشتاق احمد کے علاوہ جمیعۃ کے کارکنوں نے وفد کو خوش آمدید کہا۔

گیارہ بجے لیاقت پور کے معزز شہری اور وکلاء نے پنجاب جمیعۃ کے جنرل سیکرٹری کے اعزاز میں ایک پر وقار استقبالیہ کا انتظام کیا جس میں مولانا نورالحق قریشی ایڈوکیٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ احتساب کو جلد مکمل کر کے انتخابات کا اعلان کیا جائے کیونکہ موجودہ احتساب سے عوام میں مایوسی پھیل رہی ہے اور لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں اس لئے احتساب کا عمل فی الفور کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ احتساب صرف بھٹو کے لئے نہ ہو بلکہ ہر بدعنوان آدمیوں کا احتساب کر کے معاشرہ کو پاک کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ عبوری حکومت کے دوران افسر شاہی میں بدعنوانیاں بڑھ گئی ہیں۔ رشوتوں کے نرخ آسمانوں سے باتیں کر رہے ہیں۔ عوام کے مسائل بڑھ گئے ہیں۔ کھاد سیمنٹ اور دوسری اشیاء صرف ملنے میں نہیں آتے اس لئے ملک میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی ختم کی جائے تاکہ بدعنوان افسران اور رشوت خور انتظامیہ کے خلاف آواز بلند کی جا سکے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ قومی اتحاد کو مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ اس سلسلے میں جمیعۃ علمائے اسلام نے اتحاد کی قربانیاں بھی دی ہیں۔ انہوں نے عوام اور کارکنوں سے اپیل کی کہ جو لوگ اتحاد کے خلاف باتیں کر رہے انہیں اتحاد کے لئے مجبور کریں۔ یہ عوام کا فریضہ ہے کیونکہ عوام نے اتحاد کی خاطر اور ملک میں نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ اور کہا کہ بعض اخبارات اور بعض عنصر اخبارات میں غلط افواہیں پھیلاتے ہیں ان پر کان نہ دھریں۔

انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اگر عبوری حکومت اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کردے تو یہ خوش آئند بات ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ ون یونٹ کے مسئلہ کو نہ چھیڑا جائے۔ ۱۹۷۳ء ایکٹ کے مطابق درست ہے۔

انہوں نے لیاقت پور تحصیل میں بڑھتے سیم اور تھور کے انسداد کا مطالبہ کیا اور علاقہ میں جو کہ بااثر افراد کی سرپرستی میں منظم ظلم و ستم کرا رہے ہیں اظہار تشویش کیا۔

جلسہ عام: جمیعۃ المبارک اجتماع میں پنجاب جمیعۃ کے جنرل سکریٹری مولانا نورالحق قریشی ایڈوکیٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں شریعت محمدیہ کا نظام نافذ کیا جائے جبکہ سیرت نبوی کو اپنانا زندگی کے لئے نمونہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق اعمال اور آپ کے صحابہ کرام نے جو کردار ادا کیا ہے اس کی تاریخ عالم میں مثال نہیں ملتی۔ جلسہ عام سے مولانا غلام مصطفےٰ بھاولپوری اور مولانا محمد لقمان علی پوری نے بھی خطاب کیا۔ اجلاس کی صدارت مولانا سراج احمد دین پوری نے کی۔

کارکنوں سے خطاب: تین بجے جمیعۃ علماءِ اسلام تحصیل لیاقت پور شاخوں سے جو کارکنان آئے تھے ان سے مولانا قاری نورالحق قریشی اور مولانا محمد لقمان علی پوری کے علاوہ جمیعۃ علماءِ اسلام ضلع رحیم یار خان کے جنرل سیکرٹری مولانا غلام مصطفےٰ چوہدری اور مولانا محمد بشیر اختر نے بھی خطاب کیا۔

ظاہر پیر میں خطاب: جمیعۃ علماءِ اسلام ظاہر پیر کے کارکنوں کا اجتماع مولانا منظور احمد نعمانی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مولانا منظور احمد چنیوٹی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی مملکت پاکستان میں ربوہ کا نام تبدیل کیا جائے اور مرزائی افسر جو کہ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں انہیں معطل کیا جائے نیز مرزائی جو گندہ لٹریچر شائع کر رہے ہیں اس پر پابندی عائد کی جائے بعد میں کارکنوں سے خطاب کیا۔

صادق آباد میں اجتماع: جمیعۃ علماءِ اسلام صادق آباد کے زیر اہتمام جامع مسجد اقصیٰ میں اجتماع ہوا۔ اجلاس کی صدارت جناب مولانا عبدالصمد صاحب نے فرمائی۔ جمیعۃ علماءِ اسلام کے لیبر لیڈر جناب مولانا احمد سعید لدھیانوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں چار نکاتی پروگرام نافذ کیا جائے کہ حاکم اعلیٰ کا نظام زکوٰۃ کا نظام اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نفاذ کرے تو حکومتوں میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ انہوں نے علاقائی مسائل اور مزدوروں کی چھانٹیوں پر احتجاج کیا۔

رپورٹنگ: عبدالصمد خان

پنڈ دادن خان:

مورخہ ۳ فروری ۷۸ء جمعیۃ علماء اسلام پنڈ دادن خان کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب حضرت مولانا قاری قیام الدین صاحب منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا عبداللہ بہلوی کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کیا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

جمعیۃ علماء اسلام شجاع آباد کی سرگرمیاں:

جمعیۃ علماء اسلام شجاع آباد کے رہنماؤں قاری نظام الدین اور مولانا رشید احمد نے علاقہ جلال پور اور غازی پور کا دورہ کیا۔ کارکنوں سے خطاب فرمایا اور علاقہ کے لوگوں کی مشکلات معلوم کیں۔ ان رہنماؤں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ دیہات کے لوگوں کو آٹا فراہم کیا جائے۔ نہری پانی فراہم کیا جائے۔ شجاع آباد کے انٹر کالج میں پروفیسروں کی کمی بیشی کو پورا کیا جائے۔ سوئی گیس شجاع آباد سپلائی کی جائے۔ شجاع آباد سے لودھری براستہ گیسے والا شجاع آباد سے بستی ملوک براستہ چک سردار پور کچی سڑکوں کو پختہ کیا جائے۔ طریف شہر سے کوٹلی نجابت تک پختہ سڑک کی منظوری کا پروگرام ادھورا روک دیا گیا ہے فوراً حکم دیا جائے۔

انتخاب تحصیل میدان

لعل قلعہ ضلع دیر:

امیر : جناب حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب
نائب امیر : جناب سلطان حمید جان صاحب
ناظم عمومی : ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب
ناظم : جناب مولوی فضل مولیٰ صاحب
ناظم نشرواشاعت : سید غلام ربانی جان صاحب
خزانچی : عبدالودود شیخ صاحب
سالار : سید سرمد جان صاحب

تنظیم میدان بالا:

امیر : مولوی نظام محمد صاحب
نائب امیر : جناب عبدالوہاب صاحب
ناظم عمومی : مولوی ذکاءُ الدین صاحب
ناظم : زر محمد خان
ناظم نشرواشاعت : چڑداستاذ
خزانچی : برکھندی مولوی صاحب

تنظیم میدان بائیں:

امیر : سید بادشاہ صاحب
نائب امیر : سوات مولوی صاحب
ناظم عمومی : قاضی ہیبت اللہ صاحب
ناظم : سمیع اللہ صاحب
ناظم اشاعت : نادر خان صاحب
خزانچی : دوکڑی مولوی صاحب
سالار : فقیر محمد صاحب

مولانا دین پوری کے آٹھ اضلاع میں داخلے پر پابندی:

ملتان: مجلس تحفظ حقوق اہل سنت آل پاکستان کے صدر حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب دین پوری پر پنجاب اور سندھ کے آٹھ اضلاع جھنگ، ساہیوال، ملتان، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان، سکھر، شکارپور، نواب شاہ میں داخلے پر پابندی عائد کر دی ہے۔

مجلس تحفظ حقوق اہلسنت کے مرکزی رہنماؤں مولانا سید عبدالمجید ندیم، مولانا محمد حسین حیدری۔ حافظ سلطان احمد۔ مولانا اسعد اللہ قاسمی۔ مولانا کرم الٰہی فاروقی۔ مولانا محمد اسلم نیازی۔ مولانا غلام سرور شاکر۔ مولانا غلام مصطفےٰ رحمانی۔ مولانا محمد حسین ملتانی نے ان پابندیوں کو واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔

درخواست دعا:

مبلغ اسلام حضرت مولانا سید عبدالکریم شاہ صاحب ڈیرہ غازی خان والوں کے فرزند اور سید عبدالمجید ندیم کے بھائی سید عبدالستار سلمہ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو کر زیر علاج ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ حضرت عزیز مذکور کو صحت عاجلہ عطا فرمائے۔

نیز احباب سید عبدالکریم شاہ صاحب سے پروگرام کے سلسلہ میں گھر کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ اس حادثہ کی وجہ سے وہ گھر پر تشریف فرما ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ:

۲۹ جنوری جمعیۃ علماء اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ایک اجلاس حافظ عبدالحمید کی صدارت میں ہوا جس میں احمد یعقوب چوہدری ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کی پیش کردہ قرار داد کو منظور کیا گیا کہ یہ اجلاس جناب عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ کے بھائی کے قتل پر افسوس کا اظہار کرتا ہے اور مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے دعاء مغفرت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قاتلوں کو کیفر کردار تک جلد پہنچایا جائے اور اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائیں۔

اور اجلاس حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے دوبارہ قومی اتحاد کے صدر منتخب ہونے پر حضرت مولانا کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور اسے ملک و قوم کے لئے ایک بہترین انتخاب خیال کرتا ہے۔

مولانا سرفراز صاحب کا علماء سے خطاب

لاہور: علماء اکیڈمی بادشاہی مسجد لاہور میں مورخہ ۵ فروری ۷۸ء صبح لائبریری ہال میں علماء کے سامنے شیخ الحدیث مولانا سرفراز صاحب نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے موضوع پر مدلل تقریر فرمائی۔ عوام اور علماء سے لائبریری ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مولانا غلام مصطفےٰ فاضل دیوبند نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے اور مولانا سرفراز صاحب کی دینی خدمات کو سراہا۔ لاہور شہر کے بڑے بڑے علماء بھی اس مذاکرہ میں شریک تھے۔

مانسہرہ:

حاجی فقیر محمد خان نائب امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد نے آج جمعیۃ علماء اسلام ہزارہ ڈویژن کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ رابطہ عوام کے سلسلہ میں اپنے پروگرام ترتیب دیں اور لوگوں کو نظام مصطفےٰ اپنانے کی دعوت دیں اور ساتھ ساتھ ربیع الاول کے سارے مہینہ میں سیرت کے اجتماعات منعقد کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ آج کی اس پریشان دنیا میں اسلام کے عادلانہ نظام ہی میں امن و آشتی کا راز مضمر ہے۔

اجلاس کے اختتام پر ضلع مانسہرہ اور ضلع ایبٹ آباد کے لئے ایک تفصیلی پروگرام ترتیب دیا گیا۔

علاوہ ازیں مانسہرہ جمعیۃ نے ایک مالیاتی کمیٹی تشکیل دی جس نے بلاتاخیر اپنا کام شروع کر دیا۔

حاجی فقیر محمد خان رابطہ عوام مہم کے سلسلہ میں ۱۶ فروری سے ضلع کوہستان کے دورے پر روانہ ہو رہے ہیں جہاں

پروہ ایک ہفتہ لگائیں گے۔

انجمن غلامان مصطفےٰ:

رحیم یار خاں۔ انجمن غلامانِ مصطفےٰ کے زیر اہتمام موتی جامع مسجد میں اجتماع ہوا جس کی صدارت مجاہد ملت حضرت مولانا غلام ربانی نے فرمائی۔ جلسہ عام کو جناب سید امین گیلانی مرزا غلام نبی جانباز اور غلام فرید نے اپنے نعتیہ کلام سے لوگوں کے دلوں کو گرمایا۔ مولانا قاری نور الحق نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں سیرت کا عنوان بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اصل ضرورت عمل کی ہے اور بعض لوگ سیرت کے مقدس عنوان کو محدود کر دیتے ہیں۔ یہ عنوان پاک محدود نہیں ہے۔ ملک میں اگر اسلامی نظام یعنی شریعت محمدیہ کا نفاذ عمل میں آجائے تو ہر شخص اطمینان کی زندگی بسر کرے گا۔ صحابہ کرامؓ کے دور کو سامنے رکھئے اور پھر دیکھئے کہ کیا شاندار دور تھا صحابہ کرام کا کردار اخلاق پیروی نبوت میں ان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ جن لوگوں نے نبی کریم کی سیرت کو اپنایا دنیا میں ان کا نام آج تک روشن ہے۔ جلسہ عام میں مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا محمد لقمان، مولانا احمد سعید لدھیانوی، مولانا غلام مصطفےٰ بہاولپوری، مولانا اللہ بخش صدیقی اور مولانا محمد بشیر اختر الہ آبادی نے خطاب کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما سید احمد شاہ بخاری ضلع جیکب آباد کے دورے پر روانہ ہو گئے:

جیکب آباد۔ ۲۲ جنوری جمعیۃ علماء اسلام ضلع جیکب آباد کے رہنما سید احمد شاہ بخاری، جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام جیکب آباد اور مولانا عمرالدین صاحب، حاجی علی نواز خاں۔ شبیر احمد لاشاری مولوی شہنواز ضلع کے دورے پر روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ رہنما اپنے دورے میں جمعیۃ کی نئی شاخیں قائم کریں گے اور نئی تشکیلیں بھی ہوں گے

[illegible] کی سرپرستی میں پیر شاہ گوٹھا ہوشہر، لگیا خان کھوسو گاؤں اور دوسرے دانے گلاب خان گوٹھا۔ خیر محمد خان حاجی رب نواز خاں کے گاؤں میں یہ عظیم الشان دورہ ہوا اور مختلف وفدوں سے ملے۔

رہنمایان لاہور کا مشترکہ بیان:

جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما اور علماء کونسل کے سیکرٹری میاں عبدالرحمٰن و مولانا اللہ داد ملک بشیر محمد مقبول الرحمٰن قاری غالب احمد مولانا سعید الرحمٰن علوی عبدالحیٰ اعوان نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لئے بہتر انتظامات کئے جائیں۔ اس ملک کی بقا صرف اور صرف نظام شریعت کے نفاذ میں ہے۔ ان رہنماؤں نے عبوری حکومت سے پُرزور مطالبہ کیا ہے کہ وہ فی الفور غیر مسلموں کے لئے شراب کی دکانیں کھولنے کے فیصلے کو واپس لے کیونکہ اس رعایت سے شراب کی بندش کے حکم کی خلاف ورزی کرنے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے کہا قائد پاکستان قومی اتحاد مولانا مفتی محمود کے دورِ حکومت میں شراب پر مکمل پابندی عائد کی گئی تھی تو بھٹو حکومت نے مریضوں اور غیر مسلموں کے لئے دکانیں کھولنے کی اجازت چاہی تو مولانا موصوف نے کہا کہ اسلامی شریعت کی روشنی میں اسلام مسلمان مرفوع اور غیر مسلموں کو شراب مہیا کرنے کی پابند نہیں بحالیہ تحریک نظام شریعت کے دوران بھٹو نے سیاسی مقاصد کے لئے شراب پر پابندی لگائی تھی اور اسی نے غیر مسلموں کو شراب کی پابندی میں رعایت دی تھی تو اسی وقت اقلیتی رہنماؤں نے بھٹو کے اسی رعایت کے فیصلے کے خلاف زبردست احتجاج کیا تھا۔ نیز حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیا ہے۔ عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ کے برادر اصغر عبدالحسیب کو جن غنڈوں نے بیدردی کے ساتھ قتل کیا ہے ان کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچا کر اسلامی شریعت کے مطابق سزا دی جائے۔ ان رہنماؤں نے عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ اور ان کے خاندان کے ساتھ گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ پاک مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سیکرٹری شعبہ نشر و اشاعت

تردیدی بیان:

ایس ایم طارق۔ نے ایک بیان میں اپنی این ڈی پی میں شمولیت کی خبر کی تردید کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ مجھ سے بغیر پوچھے این ڈی پی سرگودھا کی تنظیم نے اپنی تشکیل کردہ کمیٹی کا کنوینر مقرر کیا حالانکہ میں بدستور جمعیۃ علماء اسلام کا رکن اور خادم ہوں۔ اور یہی ہمارے بزرگوں کا شعار رہا ہے۔

تنظیمی دورہ ضلع دیر:

ضلع دیر میں جمعیت علماء اسلام کی ضلع صدر قاضی عبدالسلام نائب صدر صاحبزادہ بشیر احمد جنرل سیکرٹری تحمل خان، جمعیت طلباء اسلام ضلع دیر کی صدر حافظ حسین احمد سیکرٹری نشریات حافظ حمید اللہ نے دیر کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا جس میں جندول معیار، باڑوہ، کانبٹ اور واڑی شامل ہیں۔ معیار کے مقام پر کارکنوں کا ایک بڑا اجتماع منعقد ہوا جس سے قاضی عبدالسلام اور تحمل خان نے خطاب کیا اور کارکنوں کو جمعیۃ کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کرایا اور کام کرنے کی ہدایت کی۔ کارکنوں نے پُرخلوص اور صدق دل سے جمعیت کے کام کو اپنایا اور مندرجہ ذیل تنظیم عمل میں لائی گئی۔

صدر۔ مولوی صاحب خزانہ
نائب صدر۔ حاجی حضرت شاہ صاحب
ناظم عمومی۔ محمد آن شاہ صاحب
سالار۔ شیخ محمد افضل صاحب
خازن۔ یوسف صاحب

دوسرا بڑا اجتماع علاقہ جندول میں کانبٹ کے مقام پر ہوا اور مندرجہ ذیل تنظیم عمل میں آئی۔

صدر۔ حکیم عبدالغفور صاحب
نائب صدر۔ مولانا نور الوہاب صاحب
ناظم عمومی۔ مولانا نور محمد صاحب
خازن۔ محمد عارف صاحب
سالار۔ سعادت اللہ صاحب
ناظم نشریات۔ مصباح الدین صاحب

تیسرا اجتماع تحصیل واڑی میں ہوا جس میں سب سے زیادہ کارکنوں نے شرکت کی۔ ان سب اجتماعات میں لوگ بہت ہی دور دراز علاقوں سے آئے۔ ان اجتماعات کی وجہ سے ضلع بھر کے کارکنوں کے دلوں میں جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ قاضی عبدالسلام اور تحمل خان نے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دیر کے غیور عوام نے کبھی بھی اسلام کی خاطر جان دینے سے دریغ نہیں کیا۔

اجتماعات میں کارکنوں نے حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ اور مولانا مفتی محمود مدظلہ پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا نیز دوبارہ صدر قومی اتحاد منتخب ہونے پر مبارک باد دی نیز صوبائی مولانا محمد ایوب جان صاحب بنوری کی صحت یابی کے لئے دعا مانگی گئی۔ مطالبہ کیا

گیا کہ ضلع دیر میں آمدورفت کی سخت تکلیف ہے لہٰذا ضلع بھر کے مختلف علاقوں کے لئے بسیں چلا کر آمدورفت کی پریشکلات دور کرے۔

جمعیۃ علماءِ اسلام
اسلام آباد کا انتخاب

اسلام آباد: جمعیت علماء اسلام کا اسلام آباد کا گذشتہ روز ایک اجلاس ہوا جس میں اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل افراد کو جمعیت کا عہدیدار منتخب کیا گیا۔

۱۔ امیر - حاجی محمد حنیف
۲۔ نائب امیر - سید محمد حسن شاہ
۳۔ ناظم اعلیٰ - حافظ محمد اکرم زاہد
۴۔ نائب ناظم - محمد نیاز
۵۔ خزانچی - حاجی محمد ایوب اور
۶۔ ناظم نشر و اشاعت - سید مقبول حسین شاہ۔

"جمعیت علماء اسلام نظام مصطفےٰ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ حاجی محمد حنیف۔

"محاسبے کے عمل کو تیز کرکے انتخابات کا فوری اعلان کیا جائے"۔ حافظ محمد اکرم زاہد۔

اسلام آباد: جمعیۃ علماء اسلام، اسلام آباد کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے امیر جمعیت حاجی محمد حنیف نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز اور حضرت مدنی کی وراثت ہے۔ ہم ان کے مشن کو پورا کرنے کے لئے اور پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ آپ نے کہا کہ ہم قومی اتحاد کی مرکزی لیڈرشپ سے اپیل کرتے ہیں کہ قومی اتحاد کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرکے ملک میں نظام مصطفےٰ کے لئے بھرپور کوشش کرے۔ حاجی محمد حنیف نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ متاثرین اسلام آباد کے مسائل پر فوری توجہ دے کر انہیں حل کیا جائے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری حافظ محمد اکرم زاہد نے کہا کہ محاسبے کا عمل تیز کرکے ملک میں فوری انتخابات کا اعلان کیا جائے تاکہ ملک میں عوام کی نمائندہ حکومت موثر طور پر کام کر سکے۔ آپ نے مطالبہ کیا کہ لاہور میں شراب کی جو دکانیں کھولی گئی ہیں انکو فوری طور پر بند کرکے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کیا جائے۔

درس قرآن حیدرآباد:

گذشتہ دنوں شاخ حلقہ وارڈ بی سی ای کے گاکونوا کا ہفتہ وار اجلاس بنام درس قرآن پاک قاسم مسجد میں ہوا۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے بڑے واضح انداز میں فرمایا کہ نظام شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والوں کو چاہیئے کہ پہلے اپنی زندگی اور اپنے گھرانے میں نظام شریعت نافذ کریں۔ شرکیہ عقائد سے توبہ کریں۔ بری رسومات و بدعات سے اجتناب کریں۔ پھر دیکھیں کہ ہمارے اس ملک میں نظام شریعت کیسے نافذ نہیں ہوتا ہے۔ مذکورہ باتیں نظام شریعت کے نافذ ہونے کے لئے شرط کا درجہ رکھتی ہیں لہٰذا ہمیں من حیث القوم ان کو اپنانے کی فکر کرنی چاہیئے۔ یاد رہے یہ ہفتہ وار پروگرام ہر جمعہ کو بعد نماز عشاء قاسم مسجد چھوٹی گمٹی میں ہوتا ہے جس میں درس کے لئے مختلف علماء کرام کو دعوت دی جاتی ہے لہٰذا کارکن زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرمایا کریں، تاکہ جماعت میں نظم پیدا ہو سکے۔

زعماء ضلعی جمعیۃ کا تنظیمی دورہ:

ملتان۔ گذشتہ دنوں امیر ضلع سید خورشید عباس صاحب گردیزی کی قیادت میں ضلعی جمعیۃ کا وفد ۱۲ بجے جلہ ارائیں تحصیل لودھراں پہنچا۔ ضلعی وفد میں امیر ضلع کے علاوہ ناظم عمومی مولانا محمد عبدالقادر قاسمی، مولانا حکیم محمد عالم صاحب جاوید، ناظم ضلع مولانا منظور الحق صاحب رحمانی ضلعی مبلغ شامل تھے۔ قبل از جمعہ پون گھنٹہ جناب حکیم جاوید صاحب نے نظام مصطفےٰ کی برکات اور خدمات جمعیۃ علماء اسلام پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ محمد عبدالقادر قاسمی نے جمعیۃ کے مقاصد اور ضلعی وفد کی آمد کی غرض بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ضلعی جمعیۃ ملتان شہر میں جماعت کا ایک بہترین دفتر بنانے کا منصوبہ بنا چکی ہے۔ ضلع بھر کے جماعتی کارکن دل کھول کر تعاون فرما رہے ہیں۔ بعد نماز جمعہ حضرت امیر ضلع نے تائیدی تقریر فرمائی۔ خصوصی اجتماع میں جلہ ارائیں کے کارکنوں نے فوری طور پر دفتر کے لئے مبلغ پانچ ہزار روپے کی امداد فرمائی۔ اور بعد میں بھی تعاون کا یقین دلایا۔ اسی شام یہ وفد خان پور حضرت امیر مرکزیہ مولانا درخواستی مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حج کی مبارکبادی کے بعد ضلعی دفتر کی تعمیر کا منصوبہ بیان کیا جس پر حضرت والا نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ضلع بھر میں کارکنوں کو ماہ مارچ ۷۸ء میں دوران تبلیغی دورہ متوجہ کروں گا۔ حضرت والا بہت جلد ضلع ملتان کا دورہ شروع فرما رہے ہیں۔

نیز بتاریخ ۸ جنوری ۷۸ء امیر صوبہ پنجاب جناب مولانا عبید اللہ صاحب انور ضلعی جمعیۃ کی دعوت پر ملتان تشریف لائے۔ ہوائی اڈہ سے سیدھے کارکنوں کے ہمراہ آپ نشتر ہسپتال ان زخمیوں کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جو کالونی ملز کی فائرنگ میں ظلم کا نشانہ بنے۔ آپ نے دعائے صحت فرمائی اور خشک میوہ جات اور ادویات تقسیم فرمائیں۔ زخمی حضرات نے حضرت والا سے دعا کی درخواست کی کہ ملک میں جلد نظام مصطفےٰ قائم ہو تاکہ ہم لوگوں کو جلد انصاف ملے۔ اور ان ظالم صنعت کاروں کے ظلم سے نجات ملے بعد ازاں حضرت اقدس نزد عیدگاہ امیر ضلع سید خورشید عباس گردیزی کی کوٹھی پر آرام فرما ہوئے اور دوپہر کی دعوتِ طعام میں علاقہ کے زمیندار اور شہر کے تجار حضرات سے خطاب فرمایا۔ ضلعی دفتر کی تعمیر کے منصوبہ میں مالی تعاون کی اپیل فرمائی۔ جس پر حاضرین نے مبلغ نو ہزار روپے کا اعلان فرمایا۔ سہ پہر مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں سات سو مندوبین کے استقبالیہ میں حضرت امیر صوبہ کو عبدالقادر قاسمی نے سپاسنامہ پیش کیا جس کے مطالبات کی تائید میں آپ نے جواباً فرمایا کہ

"ہمیشہ علماء ربانی نے تحفظ اسلام کے لئے سنہری خدمات انجام دی ہیں اب بھی پاکستان میں علماء اسلام کی نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لئے مساعی جمیلہ قابلِ تحسین ہیں"۔

کالونی ملز کے شہداء کو ایک ایک لاکھ روپیہ کا معاوضہ اور زخمیوں کو دس دس ہزار کی امداد کے مطالبہ کی تائید فرمائی۔ ملک سے صنعتی انتشار کو ختم کرنے پر زور دیا۔

استقبالیہ میں ضلع ملتان۔ مظفر گڑھ۔ ڈیرہ غازی خان کے بہت سے کارکن شامل تھے۔ ضلعی جمعیۃ نے ان حضرات کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی۔ شام کی فلائٹ سے حضرت والا لاہور روانہ ہو گئے۔ فقط والسلام

محمد عبدالقادر قاسمی غفرلہ
ناظم عمومی

طلباء کی ڈائری — ظہیر میر

طلباء اسلامی نظام کیلئے اپنے آپ کو عملی طور پر تیار کریں حضرت درخواستی مدظلہ

حضرت شاہ ولیؒ اور عبیداللہ سندھیؒ کے فکر کو اپنایئے مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

ساتواں تربیتی اجتماع ۲۲ تا ۲۴ مارچ کو جہلم میں منعقد ہوگا۔

جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام مدرسہ مخزن العلوم خانپور میں ۹ تا ۱۱ فروری کو چھٹا عظیم الشان تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ صوبہ پنجاب کی جمعیۃ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے اجتماعات میں یہ اجتماع ہر لحاظ سے منفرد اہمیت کا حامل تھا۔ مخزن العلوم کے وسیع میدان خوبصورت شامیانے اور آرام دہ کرسیوں کی ترتیب سے مقامی ساتھیوں کی محنت صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ جمعیۃ طلباءِ اسلام خانپور کے ساتھیوں نے اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے جس خلوص اور ایثار سے کام کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس اجتماع سے ملک کے ممتاز اور جید علماء کرام، پروفیسرز، وکلا اور ادبا نے مختلف نشستوں میں طلباء سے خطاب کیا۔

اجتماع کی اختتامی نشست جو کہ ایک کھلی نشست کی حیثیت حاصل کر گئی اور جس میں شہر بھر کے ممتاز شہریوں اور علاقہ بھر کی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ اسی استقبالیہ تقریب سے جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد اجمل۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی جناب جاوید ابراہیم پراچہ۔ قائد طلباء میاں محمد عارف جناب ندیم اقبال اعوان نے خطاب کیا۔ اس نشست سے جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم نے خطاب کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ نئی نسل کے مثبت رجحانات پاکستان میں اسلامی نظام کے آئینہ دار ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اگر آپ نوجوانوں نے اپنی کوششیں جاری رکھیں تو انشاء اللہ آپ جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اس استقبالیے تقریب کا اختتام کرتے ہوئے امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی نے نہایت مفصل خطاب کرتے ہوئے انتہائی رقت آمیز انداز میں دعائے خیر فرمائی۔ حضرت درخواستی مدظلہ العالی نے خطاب کرتے ہوئے طلباء کو نصیحت فرمائی کہ اپنی زندگیوں کو عملی طور پر اسلامی نظام میں ڈھالیں۔ آپ نے کہا کہ طلباء کو چاہیئے کہ اسلامی نظام کے انقلاب کے لئے اپنی جدوجہد تیز تر کر دیں تاکہ ہم جلد اس ملک میں اسلامی نظام کی برکات سے روشناس ہو سکیں۔ ان کے علاوہ اس اجتماع کی مختلف نشستوں سے جن حضرات نے خطاب فرمایا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:۔

حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف۔

علامہ اکرام القادری (مدیر ہفت روزہ ترجمان اسلام) لاہور

رانا بشیر احمد (ایڈیٹر روزنامہ صداقت)

حضرت مولانا اشتاق احمد۔

میاں محمد عارف۔ قائد طلباء

جناب ندیم اقبال اعوان

پروفیسر جناب رانا عاشق الٰہی۔

صوبائی راہنماؤں کے تنظیمی دورے

جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ پنجاب کی ایک پریس ریلیز کے مطابق درج ذیل حضرات درج ذیل تاریخوں میں مختلف مقامات کا تنظیمی دورہ کریں۔ تمام کارکن مطلع رہیں۔

۲۸ فروری	ضلع سرگودھا	جناب ندیم اقبال اعوان
یکم مارچ	" میانوالی	
۲۴ فروری	راولپنڈی	جناب عبدالرؤف ربانی
[illegible]	مظفر گڑھ	جناب ابوبکر شاہ۔ جناب فاروق ریاض
۲۴ "	ڈی جی خان	جناب عبیداللہ احرار
۱۰ مارچ	ضلع لاہور	جناب ظہیر میر

ان کے علاوہ جناب ملک خلیل احمد اعوان ضلع بہاولنگر کا مفصل تنظیمی دورہ کریں گے۔

عظیم الشان صوبائی تربیتی اجتماع (صوبہ سرحد)

جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ سرحد کے زیر اہتمام دوسرا عظیم الشان تربیتی اجتماع ۲-۳ فروری کو بمقام تنگی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں سکولوں کالجوں اور یونیورسٹی کے تقریباً تین سو طلباء نے شرکت کی اور پورے پروگرام کو بڑے انہماک اور توجہ سے سنا۔ صوبہ سرحد کی تاریخ میں یہ تربیتی اجتماع اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک منفرد حیثیت کا حامل تھا۔ اس نشست سے ملک کے جید علماء کرام، طلباء، وکلاء اور ادبا نے خطاب کیا۔ اجتماع کی مختلف نشستوں سے خطاب کرنے والوں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:۔

صاحبزادہ فضل الرحمٰن۔

حافظ احسان الحق۔

ڈاکٹر فدا حسین۔ حافظ عبدالغفور (صدر شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی)۔

امیر نواز خان ایڈووکیٹ

حضرت مولانا احمد جان

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن

علامہ اکرام القادری۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی
جناب جاوید ابراہیم پراچہ
جناب حبیب ملنگ
قائد طلباء میاں محمد عارف
جناب حافظ حسین احمد
قاری محمد اسماعیل

دریں اثناء ایک اعلان کے مطابق صوبہ سرحد کا تیسرا تربیتی اجتماع ۲-۳ مارچ کو لکی مروت میں منعقد ہوگا۔

صوبائی مجلس شوریٰ کا اجلاس۔
مرکزی صدر اور ناظم اعلیٰ کی شرکت۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان صوبہ سندھ کی مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس ۲-۳ مارچ ۱۹۷۸ء کو سکھر میں منعقد ہوگا۔ اس اجلاس میں مرکزی صدر میاں محمد عارف اور ناظم عمومی جناب محمد فاروق قریشی بطور مہمان شرکت کریں گے۔ تمام حضرات کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی کو دعوت نامہ وصول نہ ہوا ہو تو وہ اس اعلان کو ہی اطلاع سمجھتے ہوئے بر وقت تشریف لا کر ذمہ داریوں سے عہدہ براہ ہوں۔

منجانب:۔ ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام
صوبہ سندھ

صوبہ سرحد کی مجلس عمومی کا اجلاس

صوبہ سرحد کی جمعیۃ کے ایک اعلان کے مطابق صوبہ سرحد کی جمعیۃ کی مجلس عمومی کا ایک اہم اجلاس ۲ مارچ بروز جمعرات لکی مروت میں منعقد ہوگا۔ اس سلسلہ میں تمام اراکین کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ جن حضرات کو دعوت نامے نہ ملے ہوں وہ اس اعلان کو ہی دعوت نامہ سمجھ کر اجلاس میں شریک ہوں۔

منجانب:۔ صدر جمعیۃ طلباء اسلام
صوبہ سرحد

ساتواں تربیتی اجتماع:

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام ساتواں تربیتی اجتماع ۲۲ تا ۲۴ مارچ جہلم میں منعقد ہوگا۔ اس سلسلہ میں عنقریب مفصل اعلان جاری کیا جائیگا۔

منجانب:۔ عبدالرؤف ربانی
ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب

"عزم نو" کا آئندہ شمارہ
سید شمس الدین شہیدؒ نمبر ہوگا۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا ماہنامہ عزم نو کا آئندہ شمارہ یعنی مارچ کا شمارہ ایک منفرد طرز پر سید شمس الدین شہیدؒ نمبر ہوگا۔ مستقل خریداروں کو پرچہ سابقہ قیمت پر ہی ارسال کیا جائے گا۔

قیمت خصوصی نمبر : ۲ روپے
سالانہ قیمت : پندرہ روپے
ششماہی : آٹھ روپے
سہ ماہی : چار روپے
قیمت عزم نو : ۱/۵۰ روپیہ

عزم نو میں اشتہارات کیلئے مرکزی دفتر سے رابطہ قائم کیجئے

بنوں (انتخاب)

سرپرست : مولوی محمد شاہ کلیم۔
صدر : اکبر زمان
نائب صدر : حافظ عمر ایاز خان
ناظم عمومی : عبدالمنیب
ناظم : نسیم گل
ناظم نشریات : غریب نواز
ناظم مالیات : عبدالمنیب

گڑھی خیرو (جیکب آباد)

سرپرست : مولوی ابو الخالد شکارپوری
صدر : محمد انور پندرانی
نائب صدر : عبدالمجید بروہی
ناظم عمومی : علی اکبر
ناظم : عبدالرسول بروہی
ناظم نشریات : عبداللطیف۔ عبدالفتاح بروہی
ناظم مالیات : عبدالرحمن بروہی

شمولیت

جمعیۃ طلباء اسلام جیکب آباد کے ممتاز طالب راہنما جناب سید محبوب علی شاہ نے جماعت کے پروگرام سے متاثر ہوکر باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا ہے۔

انتخاب (گورنمنٹ کالج لکی مروت)

سرپرست : امیر نواز خان ایڈووکیٹ
صدر : عبدالستار
نائب صدر : عبدالمجید
ناظم عمومی : غلام قادر
ناظم : نادر علی خان
ناظم نشریات : محمد اقبال
ناظم مالیات : محمد اسلم

انتخاب (قنبر علیخان ضلع لاڑکانہ)

صدر : مولوی حبیب اللہ کوہارو
نائب صدر : حافظ غلام عباس چنڑ
ناظم عمومی : الہوڈیالو مہر
ناظم : حافظ علی حیدر جمالی
ناظم نشریات : محمد ادریس سومرو
ناظم مالیات : حافظ ابوبکر ربڑور

مرکزی دفتر لائبریری کا قیام

اس سے قبل بھی اعلان کیا جا چکا ہے کہ مرکزی دفتر میں مرکزی لائبریری کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں احباب سے تعاون کی اپیل ہے۔ ازراہ کرم تعاون فرما کر ممنون فرمائیں۔ یہ تعاون نقد زر کے علاوہ اپنی پسند کی کتابوں کی فراہمی کی شکل میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ ناظم اطلاعات جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان